﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۳؍ستمبر ۲۰۰۴ء | ۱۷؍رجب المرجب ۱۴۲۵ ہجری قمری — ۳؍تبوک ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۳۶

اخری پیغام

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ جان کنی کے عالم میں آنحضرت ﷺ کا آخری پیغام اور نصیحت یہ تھی:

”اَلصَّلٰوۃُ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ“۔

یعنی نماز اور غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا باب ھل اوصی رسول اللہ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مدار نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے

تزکیۂ نفس بجز فضل خدا میسر نہیں آسکتا۔ جذب فضل کے واسطے اتباع رسول ﷺ لازم ہے

تزکیہ نفس بڑا مشکل مرحلہ ہے اور مدار نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا﴾ (الشمس:10) اور تزکیہ نفس بجز فضل خدا میسّر نہیں آسکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے ﴿لَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا﴾ (الفتح :24) اور اس کا قانون جو جذب فضل کے واسطے ہمیشہ مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول ﷺ کی جاوے۔ مگر دنیا میں ہزاروں ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے ہیں، نیک اعمال بجالاتے ہیں، اعمال بد سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں ان کا مدّعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں۔ مگر یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے اور یہ بھی شیطان کا ایک بڑا دھوکہ ہے کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبت الٰہی کو مشروط باتباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ دعویٰ کر سکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہوسکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سے پُر ایمان ہرگز ہرگز میسر ہی نہیں آسکتا جب تک انبیاء کی سچی فرماں برداری اور محبت اختیار نہ کی جاوے۔ گناہ سوز ایمان اور خدا کو دکھا دینے والا یقین بجز اقتداری اور غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیوں کے جو انسانی طاقت اور وہم وگمان سے بالاتر ہوں، ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتا۔

دنیا اپنے کاروبار دنیوی میں جس استغراق اور انہماک سے مصروف ہوتی ہے اور جیسی جیسی جانکاہ اور خطرناک، مشکل سے مشکل کوششیں اپنی دنیا کے واسطے کرتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف بھی اسی طرح کی کوشش سے قدم اٹھاویں اور اس وقت جو ایک آسمانی سلسلہ خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے مقرر فرمایا ہے اس کی طرف متوجہ ہوں تو ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ضرور اللہ تعالیٰ ان کے واسطے رحمت کے نشان دکھانے پر قادر ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ لوگ اس پہلو سے لاپرواہ ہیں ورنہ دینی امور اور اعمال کیا مشکل ہیں۔ نماز میں کوئی مشکل نہیں۔ پانی موجود ہے، زمین سجدہ کرنے کے واسطے موجود ہے۔ اگر ضرورت ہے تو ایک فرماں بردار اور پاک دل کی جس کو محبت الٰہی کی سچی تڑپ ہو۔ دیکھو اگر ساری نمازوں کو جمع کیا جاوے اور ان کے وقت کا اندازہ کیا جاوے تو شاید ایک گھڑی بھر میں ساری پوری ہوسکیں۔ آخر پاخانہ بھی جاتے ہیں۔ اگر اتنی ہی قدر نماز کی ان لوگوں کے دلوں میں ہو تو بھی یہ نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس اسلام اس وقت بہت خطرے میں ہے اور مسلمان درحقیقت نور ایمان سے بے نصیب ہیں۔ اگر کسی کو ایک مہلک مرض لگ جاوے تو کیسا فکر لگ جاتا ہے مگر اس روحانی جذام کی کسی کو بھی پرواہ نہیں جس کا انجام جہنّم ہے“۔

(ملفوظات جلد۔پنجم صفحہ 573 جدید ایڈیشن)

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی بابرکت شمولیت اور روح پرور خطابات۔ انفرادی واجتماعی ملاقاتیں، علماء سلسلہ کی پرمغز تقاریر۔

29 ممالک کے 28 ہزار سے زائد افراد کی جلسہ میں شمولیت۔ جلسہ سالانہ جرمنی 2004ء کے مختصر کوائف

(زبیر خلیل خان ۔نائب امیر / افسر جلسہ سالانہ)

مورخہ 9؍اگست بروز پیر مئی مارکیٹ منہائم میں وقارِ عمل کا آغاز ہوا۔ 19؍اگست تا 102 بڑے خیمہ جات کی تنصیب کا کام مکمل کیا گیا۔ وقار عمل میں 2026 احباب جماعت نے حصہ لیا اور 27062 گھنٹے بڑی ہی جانفشانی کے ساتھ مصروف عمل رہے۔ جلسہ گاہ میں مردانہ مارکی جو کہ آٹھ ہزار مربع میٹر پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ 19000 مربع میٹر پر خیمہ جات نصب کئے گئے۔

19؍اگست صبح 10:45 بجے ایک روزہ تبلیغی سیمینار کا انعقاد ہوا جس میں جرمنی کے زیر نگرانی مختلف ممالک کے وفود نے اپنے اپنے ملک میں ہونے والی تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی۔

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

فرمودات خلفاء

عظیم الشان فتح کے سورج کا طلوع

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ عظیم الشان فتح کے سورج کے طلوع ہونے کی خوشخبری دیتے ہوئے مخالفین احمدیت سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”یاد رکھو! 7 ستمبر 74ء کا دن تمہارے لئے رات بن کر آیا ہے اور ہمارے لئے اس دن روشنی کا ایک سورج طلوع ہوا جس نے احمدیت کو بقعہ ٔ نُور بنا دیا۔ تم نے اکٹھے ہو کر اپنے ہاتھوں سے یہ فیصلہ دے دیا کہ آج محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور چونکہ تم اسی فیصلے میں آنحضرت ﷺ کے نکالے ہوئے نتیجہ کی تکذیب کے مرتکب ہوئے اس لئے وہ پیشگوئی اور بھی زیادہ شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ تمہاری اس ظالمانہ روش نے یہ فیصلہ کر دیا کہ تم جھوٹے ہو کیونکہ تم نے نتیجہ وہ نکالا ہے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے نکالے ہوئے نتیجہ کے مخالف ہے۔

پس یہ ہے تمہاری اکثریت اور یہ ہے تمہاری اکثریت کی حیثیت ۔اس اکثریت کی ہمیں ایک کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کیونکہ اس اکثریت کی ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کو کوئی پرواہ نہیں ۔تم نے ہمیں محمد مصطفیٰ ﷺ سے کاٹنے کے لئے یہ اقدام کیا تھا مگر اس دن نے تو ہمیشہ کے لئے ہمارا پیوند حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اور بھی زیادہ پکا کر دیا۔ اگر تم سچے ہو، نعوذ باللہ من ذالک اور محمد مصطفیٰ ﷺ نعوذ باللہ من ذالک غلط ہیں تو ہمیں وہ ایک بننا منظور ہے جو غلط ہو کر بھی ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ رہتا ہے۔ ہمیں یہ ہرگز منظور نہیں ہے کہ ہم ان بہتّروں (72) کے ساتھ شامل ہوں جو ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کو منظور نہیں ۔اس لئے جھوٹا کہو گے تب بھی ہم اپنے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ رہیں گے۔ سچا کہو گے تو پھر تو ہم ہیں ہی سچے ۔اس لئے اب نکل کے دکھاؤ اس راہ سے ۔خود تمہارا بچھایا ہوا دام ہے جس نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ ایک بھی تم میں سے باقی نہیں رہا۔ شیعہ سنّی کبھی وہم بھی نہیں کر سکتے تھے کہ سارے متفق ہو جائیں گے کہ وہ سب اپنے اختلاف عقائد کے باوجود اس مسئلہ پر متفق ہیں اور یہ کہ ان کے بزرگوں کے سارے فتوے جھوٹے ہیں ۔اس دن خدا نے عظیم الشان فتح کا سورج ہمارے لئے طلوع فرمایا۔ ہم اس پر راضی ہیں ۔اللھم صل علی محمد و ال محمد و بارک وسلم انک حمید مجید“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 مئی 1985ء۔
بمقام مسجد فضل لندن)

ادار یہ

ایک نہایت بابرکت تحریک

وصیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قریباً ایک سو سال قبل ''الوصیت'' کے نظام کی بنیاد رکھی تھی۔اسی وقت سے افراد جماعت اس بابرکت نظام میں شامل ہو کر دینی و دنیوی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں۔ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگلستان کے جلسہ سالانہ میں اس کی طرف بطور خاص توجہ دلاتے ہوئے اس بابرکت نظام میں شمولیت کی پرزور تحریک فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مقدس تحریک کو شروع کرتے ہوئے رسالہ ''الوصیت'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔تب سے ہمیشہ مجھے فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جبکہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے۔اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی۔اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔آمین یارب العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔آمین یارب العالمین

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے۔اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔آمین یارب العالمین''۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس بابرکت نظام کا ذکر کرتے ہوئے اپنی معرکۃ الاراء تقریر میں جو ''نظام نو'' کے نام سے طبع ہو کر مشہور ہو چکی ہے فرمایا تھا کہ دنیا کے آئندہ نظام کی بنیاد روس یا امریکہ میں نہیں بلکہ اس قرآنی نظام پر رکھی جائے گی جو آنحضرت ﷺ نے پیش فرمایا تھا۔جس کا احیاء آپ کے ایک ادنیٰ غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں فرمایا تھا اور یہ نظام ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے والا، ہر یتیم کا باپ اور ہر بیوہ کا سہارا ثابت ہوگا۔

خدا تعالیٰ ہمیں اس تحریک پر خلوص و بشاشت سے کماحقہٗ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محبوب کی یاد میں چند منٹ

حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب، حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی بابت بیان فرماتے ہیں:۔

''حضرت میر صاحب کو ایک مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت آنا پڑا۔چنانچہ جب آپ عدالت کے کمرے میں داخل ہوتے تو تین چار منٹ تک ملزمان کے کٹہرے میں اکیلے اور غمزدہ سے ہو کر کھڑے رہتے۔شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے کئی بار آپ کو ایسا کرتے دیکھا مگر میری سمجھ میں بات نہ آئی کہ میر صاحب ایسا کیوں کرتے ہیں؟ آخر میں نے ایک دن میر صاحب سے اس کا سبب پوچھا۔حضرت میر صاحب چشم پُرآب ہو گئے۔فرمانے لگے کہ آتما رام مجسٹریٹ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عدالت میں کھڑا رہنے پر مجبور کیا تھا۔اس لئے جب کبھی مجھے عدالت میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں چند منٹ میں بھی اُسی طرح کھڑا رہتا ہوں''۔

(الفرقان ستمبر،اکتوبر ۱۹۶۱ صفحہ ۵۳)

امام ہی سے وجود و قیامِ ملّت ہے

سواد شام میں ہلکا سا نور باقی ہے
مئے شفق کا فضا میں سرور باقی ہے
منار پر سے مؤذن ترانہ ریز ہوا
دلوں میں شوق رکوع و سجود تیز ہوا
ہوئی ہوا کے خنک پردوں میں نشاط افزا
نوائے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
طبیعتیں اثرِ بانگِ حق سے چُست ہوئیں
نمازیوں کی صفیں قبلہ رُو درست ہوئیں
صدا امام کی محراب میں بلند ہوئی
خدا کے قرب سے ہر روح ارجمند ہوئی
رکوع و سجدہ قیام و قعود ہوتا رہا
نماز ختم ہوئی سامنے امام نہیں
صفیں ہیں ٹوٹی ہوئی حُسنِ انتظام نہیں
وہ اتحاد و قیام و قعود کا منظر
رہا نہ باقی خدائی جنود کا منظر
مثال رشتۂ تسبیح جب امام گیا
تو فرد فرد ہوا منتشر ، نظام گیا
امام ہی سے وجود و قیام ملت ہے
امام ہی سے زمانے میں نامِ ملّت ہے
امام محفل کون و مکاں کا ہے مقصود
امام ہی سے ہے قوموں میں زندگی کا وجود
حصول گوہر مقصود بے امام کہاں
عمل کا جوش کہاں قوت نظام کہاں
امام مرکزِ پرکارِ جوشِ فکر و عمل
امام محور و قطب فلاح و فوز مِلَل
وہ بھرکے ذرّوں کے سینے میں جوشِ کسبِ ضیا
مقابلے پہ ہے خورشید کے کھڑا کرتا
صبا کو دیتا ہے صرصر کی تندی و تیزی
حقیر موجوں کو طوفاں کی حشر انگیزی
وہ شوقِ رفعتِ ملّت کو تیز کرتا ہے
شعورِ قوم کو ہنگامہ خیز کرتا ہے
وہ بخشتا ہے توانائی ناتوانوں کو
ہزار جان بناتا ہے نیم جانوں کو
چلا دکھاتا ہے خشکی میں وہ سفینوں کو
گُہر بناتا ہے وہ کانچ کے نگینوں کو
وہ پھونکتا ہے دلِ قوم میں فسونِ عمل
کسل پسندوں کو دیتا ہے وہ جنونِ عمل
کمال فکر و خروشِ شباب لاتا ہے
غرض وہ قوم پر اک انقلاب لاتا ہے

(میر اللہ بخش تسنیم)

(مرسلہ: میر نسیم الرشید۔جرمنی)

سو سال پہلے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا سفر لاہور

19 اگست تا 4 ستمبر 1904

(غلام مصباح بلوچ ربوہ)

لاہور کی جماعت نے متعدد مرتبہ حضورؑ کی خدمت میں لاہور تشریف لانے کی درخواست کی تھی اور حضور نے وعدہ بھی فرمایا تھا مگر مولوی کرم الدین والے مقدمے میں مصروفیت کی وجہ سے حضور اپنے اس وعدے کو پورا نہیں کر سکے تھے۔ ذیل میں البدر اگست و ستمبر 1904ء کے شماروں سے اس سفر کی کل روئیداد کا خلاصہ ہدیۂ قارئین ہے۔

18 اگست 1904ء کو مقدمہ کی پیشی تھی جس کے بعد عدالت نے 5 ستمبر کا دن سماعت کے لیے تجویز کیا چونکہ یہ ایک لمبا عرصہ تھا اس لیے خدا معلوم کون سے ایسے محرکات پیدا ہوئے جن کی وجہ سے اس مجسم رحم اور کرم انسان نے ارادہ کیا کہ لاہور چل کر تشنگانِ آبِ ہدایت کو نصائح کا جام پلایا جائے اور خواب غفلت میں مدہوش سونے والوں کو بیدار کر کے اس شاہی عتاب سے باخبر کیا جاوے جو طاعون کے رنگ میں ظاہر ہو رہا ہے اور اس حقیقی معبود اور مسجود کی یاد دلائی جاوے جسے فانی لذات کی عارضی حلاوت کی وجہ سے لوگ فراموش کر بیٹھے ہیں۔

حضور علیہ السلام 20 اگست 1904ء کو سب سے پہلے ٹرین میں گورداسپور سے مع اہل بیت روانہ ہوئے بٹالہ اور امرتسر وغیرہ سے بعض اصحاب نے معیت اختیار کی امرتسر کے سٹیشن پر احمدی جماعت اور ایک گروہ کثیر دوسرے معززین کا حضورؑ کی زیارت اور ملاقات کے لیے موجود تھا دو گھنٹہ کے قریب ٹرین وہاں ٹھہری جبکہ لوگ جا جا کر مصافحہ اور ملاقات کرتے رہے۔ دو بجے سے پیشتر لاہور کے سٹیشن پر پہنچے۔ دُور سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل پلیٹ فارم آدمیوں سے پر ہے اور پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں احمدی جماعت کے علاوہ سٹیشن کا عملہ جس میں انگریز، ہندو، مسلمان اور دیگر معززین اور عوام الناس جو زیارت کے مشتاق تھے پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ سب سے پہلے مستورات کو گاڑیوں پر سوار کر کے قیام گاہ تک پہنچا دیا گیا۔ اس کے بعد خود حضرت اقدس اور آپ کے دیگر اصحاب کبار گاڑیوں میں سوار ہوئے۔ آپؑ کی گاڑی بہت آہستہ آہستہ قدم بہ قدم اس لیے چلتی تھی تا ان لوگوں کو جو حسن عقیدت اور محبت کی وجہ سے پا پیادہ ہمراہ آ رہے ہیں تکلیف نہ ہو۔

حضورؑ کے قیام کے لیے اس دفعہ میاں معراج الدین عمر صاحب احمدی رئیس وٹھیکیدار لاہور کا ایوان تجویز ہوا تھا لیکن چونکہ یہ عمارت کل مہمانوں کے لیے کافی نہ تھی اس لیے میاں چراغ الدین صاحب احمدی رئیس لاہور کا ایوان مسمّٰی مبارک منزل اور آپ کی دیگر وسیع عمارات کا ایک بڑا حصہ بھی مہمانداری کے لیے آراستہ کیا گیا تھا۔ یہ مبارک منزل وہی ایوان ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سفر جہلم کے وقت قیام فرمایا تھا۔ بعض کم ظرف اور تنگ خیال لوگوں نے اس امر پر اعتراض کیے کہ سفر میں بھی عورتوں کے جمگھٹے کے سوا نہ رہا گیا۔ یہ ان کی نادانی ہے۔ جن لوگوں نے چشمۂ نبوت کے آب حیات سے کوئی جرعہ نوش کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ سرور انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بھی یہی دستور تھا کہ ایسے موقع پر اہل بیت کو ہمیشہ ہمراہ رکھتے۔ چنانچہ اسی اتباع میں آپؑ اور آپؑ کے رفیق سفر خدام کے اہل بیت بھی ہمراہ تھے۔

21 اگست کو حضرت مولوی مبارک علی صاحب احمدی سیالکوٹی نے وفات مسیح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے اثبات پر ایک جامع وعظ فرمایا جس سے سامعین محظوظ ہوئے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں قصر اور جمع کر کے ادا ہوئیں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے امامت کرائی۔ زائرین اور احمدی احباب کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور یہ ترقی اسی طرح 28 اگست کی صبح تک رہی جو کہ لیکچر کے پڑھے جانے کا دن تجویز ہوا تھا۔ لیکن چونکہ انتظام کے لیے وقت بہت کم تھا اس لیے متعلقہ حکام کے مشورہ سے اس کی تاریخ 3 ستمبر مقرر ہوئی۔ جب احباب کو یہ علم ہوا تو قریب بیرون جات کے کل احباب رخصت ہو گئے اور 2 ستمبر کو پھر قریب 1500 کے جمع ہو گئے۔

21 اگست بعد ادائیگی نماز لاہور کی احمدی جماعت نے ایک کرسی مہیا کی اور حضور اس پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک جامع تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ صرف بیعت کے الفاظ کی تکرار پر نجات کا مدار مت رکھو بلکہ ہر ایک لفظ اور قول کو عملی لباس پہناؤ تب نجات پاؤ گے اور ضمناً ان آزاد منش نئی تہذیب اور روشنی کے دلدادوں کو بھی نصیحت فرمائی جنہوں نے قومی عروج اور ترقی کا مدار عورتوں کی بے پردگی پر رکھا ہے اور جماعت کو تاکید کی کہ باہمی مصالحت اور اتفاق کی کوشش کریں۔ نیز خلق کی تعریف کرتے ہوئے بتلایا کہ خُلق اور خَلق میں خُلق ایسی شے ہے کہ جسکی اصلاح ہو سکتی ہے حالانکہ خَلق میں اگر کوئی کمی ہو تو اس کی اصلاح محال ہے جیسے کسی کا ہاتھ چھوٹا پیدا ہو تو وہ بڑا نہیں کر سکتا۔ اثنائے تقریر میں کوئی وزیر آبادی مولوی جو پرانے متعصب تھے خلاف آداب جلسہ و بلا اجازت منتظمین جھٹ بول اٹھے اور انکی ترکش میں جو کند اور شکستہ تیر تھے انکو بلا کسی دیکھ بھال کے چلانے لگے۔ بار بار سمجھانے پر جب وہ اپنی شرارت سے باز نہ رہے تو آخر کار منتظمین جلسہ نے ان کو باہر نکال دیا۔ اس سے حاضرین کو اس لیے صدمہ ہوا کہ جو تقریر حضرت اقدس فرما رہے تھے اس کا ایک بہت سا حصہ باقی رہ گیا اور لوگوں کے مختلف سوالات کا دروازہ کھل جانے کے باعث روئے سخن بدل گیا۔ شور و شر کے فرو ہونے کے بعد حضور علیہ السلام تشریف لے گئے۔

22 تاریخ کو ایڈیٹر رسالہ المنصور احمدی جماعت کے ان موجودہ احباب کا فوٹو لیتے رہے جنکے اسمائے گرامی ضمیمہ انجام آتھم میں آنحضرت ﷺ کی ایک پیش گوئی کی تکمیل میں درج ہیں۔ حضرت حکیم نورالدین کی شان میں عام طور پر غیر از جماعت لوگوں کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے ”لو صاحب مرزے کا خلیفہ آ گیا“ اسکی اصل حقیقت کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی کی رفعت چاہتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے تو کس طرح لوگوں کی زبان پر اس کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ حضرت حکیم نورالدین صاحب کی تشریف آوری سے یہ فائدہ ہوا کہ جو لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے وہ دل جمعی سے آپ کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور اس شمع نور کی روشنی میں اپنے متاع دین کے بکھرے ہوئے موتی ڈھونڈنے لگے۔ اس کے دوسرے دن عالی جناب نواب محمد علی خان صاحبؓ رئیس مالیر کوٹلہ تشریف لائے۔

ان دو تین دنوں میں حضرت اقدس کی لاہور میں آمد کی خبر دور و نزدیک پہنچ چکی تھی اور مختلف اطراف سے خدام کی جماعتیں آ رہی تھیں اس تقریب پر لاہور کی احمدی جماعت کو اگرچہ یہ علم تو تھا کہ ایک مجمع کثیر جمع ہونے والا ہے جس کی مہمان نوازی کا بوجھ اس محدود جماعت پر پڑے گا لیکن چونکہ حضور کی آمد اچانک تھی اس لیے کافی وقت انتظام اور مشورہ کے لیے نہ ملا۔ تاہم اس عرصے میں جو کچھ سامان آسائش اور طعام کا ان لوگوں کی طرف سے ظہور میں آیا وہ غنیمت تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر چونکہ لاہور میں پھیل گئی تھی اس لیے جب سے آپ نے یہاں قدم رکھا اس وقت سے لے کر آپ کی روانگی تک عام طور پر ہر وقت جم غفیر مکان کے نیچے اور مقابل نظر آتا تھا۔ اول اول تو پبلک کا یہی خیال تھا کہ یہ ایک قسم کی دوکانداری ہے لیکن ہر روزہ واقعات اور مشاہدات نے آخر بعضوں کو رائے بدلنے کی نوبت دی۔ اس لمبے قیام کا یہ اثر ہوا کہ لیکچر دئے جانے سے پیشتر پبلک میں چار قسم کے گروہ ہو گئے ایک گروہ تو شقاوت ازلی کے باعث کسی قسم کا تغیر اپنی رائے میں نہ کر سکا اور وہ اسے آخر تک دھوکہ ہی خیال کرتا رہا۔ ایک گروہ نے حرکت کی اور وہ سبّ وشتم سے خود باز آیا اور لوگوں کو بھی نصیحت کرنے لگا کہ کسی حال میں ان لوگوں کو نظر حقارت سے نہ دیکھا جائے۔ ایک گروہ وہ تھا جس نے ان سے بڑھ کر معرفت میں حصہ لیا اور اس کے ایک حصہ نے تو مسیح کو قبول کیا اور دوسرا قبولیت کے لیے پورے طور پر آمادہ ہو گیا۔

کوئی گلی اور کوئی کوچہ اور کوئی بازار لاہور کا ایسا نہ رہا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چرچا نہ ہو۔ صبح سے شام تک خاص و عام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لیے تشریف لاتے اور اکثر حصہ ان کا اس لئے بادلِ ناشاد واپس جاتا کہ حضور طبیعت کی ناسازی یا عدیم الفرصتی کے باعث ان کی آرزو کو پورا نہ کر سکتے۔ ایسے ہی عورتوں کے غول در غول آپ کی زیارت کے لیے آتے رہے لیکن اس سراپا رحمت وجود نے آخر کار لوگوں کے شیشہ دل کو سنگ ناکامی سے چور ہوتا دیکھ کر دو تین دفعہ پبلک میں ظہور فرمایا جس سے اکثر حصہ کی شکایت عدم زیارت رفع ہو گئی۔ عام پبلک کے علاوہ بعض فقراء بھی آتے اور کھڑے ہو کر نعرے لگاتے۔ ایک فقیر نے حضور کی خدمت میں پہنچ کر سوال کیا کہ عاشق ہو یا معشوق۔ آپ نے فرمایا ہم نے سب کچھ کتابوں میں لکھ دیا ہے وہاں دیکھ لو۔ اس پر اس نے پوچھا کہ جو کچھ کتابوں میں لکھا ہے کیا وہ سب سچ ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے درخواست کی اسے تحریر فرما دیجئے۔ آپ نے حکم دیا کہ ایک ہفتہ کے بعد آنا ہم لکھ دیں گے۔ چنانچہ ایک ہفتہ بعد حضور نے یہ عبارت لکھ کر اپنی مہر ثبت کر کے اس کے حوالے کی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جو جھوٹوں پر لعنت کرتا ہے یہ گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ میں نے دعویٰ کیا ہے یا جو کچھ اپنے دعویٰ کی تائید میں لکھا ہے یا جو میں نے الہام الٰہی اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں وہ سب صحیح ہے، سچ ہے اور درست ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد

ہم نہایت افسوس کے ساتھ اس واقعہ کو بھی بیان کرتے ہیں کہ 22 اگست کی شام کو کُل جماعت نماز مغرب میں مصروف تھی کہ چند بدمعاشوں نے موقعہ پا کر اور دروازہ کو دربان سے خالی دیکھ کر اوپر چڑھ جانے کی کوشش کی۔ ابھی وہ زینہ پر ہی تھے کہ بعض جان نثاروں نے آ کر روکا۔ آخر پولیس سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع دی گئی جس پر دو پولیس مین ہر وقت موجود رہتے اور مجمع کو منتشر کرتے رہتے تھے۔

ناظرین اس خبر کو سن کر متعجب ہوں گے کہ ان دنوں میں بھی قتل کی دھمکیاں متواتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملتی رہیں۔ یہ بذریعہ کارڈوں کے ڈاک خانوں کے واسطہ سے پہنچتی تھیں۔ نہ معلوم ان کا لکھنے والا کون تھا آیا کوئی ہندو تھا یا آریہ یا مسلمان یا عیسائی۔ بہر حال کوئی نہ کوئی ناعاقبت اندیش ضرور تھا جو کارڈ پر اس قسم کے مضمون لکھ کر حضور کے پتہ پر ڈال دیتا، 31 اگست کو ایک کارڈ آیا جس کا مضمون تھا: ”پرمیشر کا احسان کہ میری محنت ٹھکانے لگی یعنی جب دوسرا خط لکھا اس روز تو نے چوری چوری لیکچر کیا خیر اب 3 تاریخ کو اپنے بال بچوں سے مل کر آنا میں پنڈت لیکھرام مرحوم شہید کا انتقام لوں گا اس روز ایک لاش منڈوا میں ہوگی لاہور کیا کُل جہان دیکھے گا کفن لے کر آنا اگر تو نہ آیا تو یاد رکھ جس نے تیری جگہ پڑھا اس پر بھی ہاتھ صاف ہوگا مختصر ہے جس قدر چاہے مفصل سمجھے میں اپنے گھر سے رخصت ہو کر آیا ہوں تجھے خبر کر کے شیروں کی طرح ماروں گا، بشن داس۔“

مگر اس نادان کو یہ خیال نہ آیا کہ وہ مرد جو کہ شیر بن کر دنیا میں آیا ہے کیا ان گیدڑ بھبکیوں سے ڈر سکتا ہے چنانچہ آپؑ نے تین دفعہ بالا خانہ سے تشریف لا کر عام پبلک میں لیکچر دیا اور پھر 3 ستمبر کو آپ خاص لیکچر گاہ میں بھی تشریف لے گئے۔ چونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک شریر کی شرارت اور گزند سے محفوظ رکھے گا اور آپ اپنی طبعی وفات سے فوت ہوں گے اس لیے کسی کو مجال نہیں کہ آپ کا بال تک بھی بیکا کر سکے اور یہ پیشگوئی جو خدا کی طرف سے ہے اس امر کی متقاضی تھی کہ اس قسم کی دھمکیاں دی جاویں۔

28 اگست کی صبح کو جب آپؑ تشریف لائے اور ایک تقریر فرمائی تو تقریباً ایک سو آدمیوں نے بیعت

کی ۔ چونکہ ہجوم کثرت سے تھا اور فرداً افرداً بیعت لینے میں وقت خرچ ہونا تھا اس لیے لمبی پگڑیاں ڈال دی گئیں جن کو لوگوں نے پکڑ لیا اور سب نے کلمات بیعت کی تکرار کر کے ﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا ﴾ کو ظاہری الفاظ میں پورا کر دیا۔ علاوہ اس دن کے اور دنوں میں بھی لوگ جوق در جوق بیعت کرتے رہے اور تقریباً پانچ سو آدمی داخل بیعت ہوئے ۔ بیعت کے بعد جماعت کے لوگ مصافحہ کے لیے اُمڈ پڑے چونکہ ایسے انبوہ میں دوست دشمن کی تمیز ہونی مشکل تھی اس لیے چند جان نثاروں نے پولیس کو اشارہ کیا کہ سختی سے لوگوں کو پراگندہ کیا جاوے اور خود ایک حلقہ باندھ کر حضور کے گرد کھڑے ہوگئے تا کسی قسم کا گزند نہ پہنچے لوگوں سے درشتی ہوتی دیکھ کر حضور سے نہ رہا گیا اور آپ نے فرمایا کہ ہمیں یہ سختی پسند نہیں اس لیے ان کو منع کر دیا جاوے، میں تو کہتا ہوں کہ ’’وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہ‘‘ کا الہام جو ہوا تھا وہ آج ہی کے روز کے لیے ہے۔ پس سب کو اجازت دی جائے کہ وہ ملاقات کریں جس پر چند مخلصین نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر دو رویہ ایک گلی سی بنا دی کہ ایک ایک شخص جاوے اور مصافحہ اور ملاقات کر کے واپس آجائے ۔ چنانچہ یہ نظارہ ایک گھنٹہ سے زیادہ دیر تک رہا اور ہر ایک شخص نے من بھاتی مراد پائی۔

متفرق اوقات میں جو خاص لوگ آتے تھے بشرط فرصت حضرت اقدس ان کو ملاقات کے لیے بالاخانے پر بلا لیتے تھے۔ حضورؑ کے مضمون پڑھے جانے میں صرف دو تین دن باقی رہ گئے تھے کہ آپؑ آشوبِ چشم کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے ۔ ایک تو لوگوں کی درخواست ملاقات سے فرصت نہ تھی دوسرا یہ عارضہ چشم، اس لیے آپ نے یہ حکم دیا کہ دو دن تک نہ کوئی ہماری ملاقات کو آئے اور نہ کوئی رقعہ کسی قسم کا اوپر پہنچے اور اسی بیماری کی حالت میں مضمون کا وہ جام تیار کیا گیا جس میں بنی نوع انسان کی نجات کا شربت لبریز تھا اور ایک ایک لفظ سے وہ درد ٹپکتا تھا جو ایک مادرِ مہربان کے دل میں اپنی حقیقی اولاد کو دکھ کا نشانہ ہوتے ہوئے ملاحظہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔

حضرت حکیم نورالدین صاحب کی نشست گاہ پر روحانی اور جسمانی بیماریوں کے مریض جوق در جوق ان کے گرد بیٹھے رہتے۔ صبح سے لے کر عشاء تک یہ جمگھٹا اسی طرح رہتا اور لوگ حضرت حکیم صاحبؓ کے اس استقلال پر عش عش کرتے چند ایک آریہ صاحبان آکر مسئلہِ تناسخ پر بحث کرتے رہے۔

ایک شخص حکیم مرزا محمود ایرانی جو خود ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی تھے، نے حضور علیہ السلام کو بذریعہ پیسہ اخبار دعوتِ مقابلہ دی جس پر حضورؑ نے فرمایا ’’میں قریباً بارہ دن سے لاہور میں مقیم ہوں اس مدت میں کسی نے مجھ سے ایسی درخواست نہیں کی اب میں جانے کو ہوں .....تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس بے وقت کی درخواست سے کیا مطلب ہے اور کیا غرض ہے۔ لیکن تاہم میں حکیم مرزا محمود صاحب کو تصفیہ کے لیے ایک اور صاف راہ بتلاتا ہوں اور وہ یہ کہ کل ۳ ستمبر کو جو جلسہ میں میرا مضمون پڑھا جائیگا وہ مضمون ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اپنے پرچہ میں تمام وکمال شائع کر دیں۔ حکیم صاحب موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کے مقابلہ میں اسی اخبار میں اپنا مضمون شائع کرا دیں اور پھر خود پبلک ان دونوں مضمونوں کو پڑھ کر فیصلہ کر لے گی۔

3 ستمبر کو حضرت داتا گنج بخش صاحب کی خانقاہ کے پاس جو لیکچر گاہ تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکچر ’’اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب‘‘ جو لیکچر لاہور کے نام سے بھی مشہور ہے پڑھا گیا خود حضرت اقدسؑ بھی موجود تھے لیکن لیکچر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا جس کے بعد حضورؑ نے بھی ایک مختصر تقریر فرمائی، اس لیکچر کو تقریباً بارہ ہزار افراد نے سنا۔ 5 ستمبر کو چونکہ مقدمہ کی تاریخ تھی اس لیے حضور علیہ السلام 4 ستمبر کو واپس گورداسپور تشریف لے گئے ۔ (خلاصہ از البدر اگست، ستمبر 1904ء)

روایاتِ صحابہ:

حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ

المعروف مغل (وفات یکم مارچ 1942ء)

جب حضور علیہ السلام ...... ’’اسلام اور دیگر مذاہب‘‘ کے موضوع پر لیکچر دینے کے لیے تشریف لائے تو حضور میاں معراج الدین صاحب عمر کے مکان پر ٹھہرے تھے اور حضور علیہ السلام نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو بھی آٹھ نو دن بعد بلا لیا تھا اور مولوی صاحبان ہمارے مکان میں ٹھہرے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ ہم نے پانی کے لیے مٹی کے کورے مٹکے لا کر رکھے ہوئے تھے باہر سے جو مہمان آتا تھا اہل وعیال سمیت آتا تھا۔ چنانچہ گوجرانوالہ، وزیرآباد، سیالکوٹ، امرتسر وغیرہ سے مہمان بال بچوں سمیت کثرت سے پہنچ گئے تھے مہمانوں کی کثرت کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ 26 سو روٹی ایک وقت میں پکا کرتی تھی، ہمارے گھروں کے سامنے دو کانوں کا بھی ایک بازار لگ گیا تھا۔ تماشائی لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہر وقت سامنے کھڑے رہتے تھے۔ مولوی لوگ مجمع میں گالیاں دیتے اور اعتراضات کیا کرتے تھے۔

(الفضل 9 دسمبر 1942ء صفحہ 4)

’’کثرت ہجوم کی وجہ سے پانی کے لیے بڑے بڑے مٹکے رکھے ہوئے تھے بعض عورتوں نے جو اپنے بچوں کے ہاتھ دھونے کے لیے ان سے پانی لیا تو کسی نے شکایت کر دی کہ حضور عورتوں نے تو پانی کو ناپاک کر دیا ہے۔ حضور بڑی متانت سے مٹکوں کی طرف تشریف لائے ایک مٹکے سے کچھ پانی لے کر پیا اور پھر فرمایا کہ پانی تو بڑا ٹھنڈا ہے گویا حضور نے خود اپنے عمل سے بتا دیا کہ پانی ناپاک نہیں ہوا، اگر ناپاک ہوتا تو میں کیوں پیتا۔‘‘

(حیات طیبہ از حضرت شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل، صفحہ 277,278)

’’1904ء کا واقعہ ہے جب حضرت صاحب لیکچر دینے کے لیے لاہور تشریف لائے تو ہم چند نوجوانوں نے مشورہ کیا کہ دوسری قوموں کے لیڈر جب یہاں آتے ہیں تو ان قوموں کے نوجوان گھوڑوں کی بجائے خود ان کی گاڑیاں کھینچتے ہیں اور ہمیں جو لیڈر اللہ تعالیٰ نے دیا ہے یہ اتنا جلیل القدر ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ بھی اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے پس آج گھوڑوں کی بجائے ہمیں ان کی گاڑی کھینچنی چاہیئے، چنانچہ ہم نے گاڑی والے سے کہا کہ اپنے گھوڑے الگ کر لو آج گاڑی ہم کھینچیں گے۔ کوچ مین نے ایسا ہی کیا جب حضور باہر تشریف لائے تو فرمایا گھوڑے کہاں ہیں؟ ہم نے عرض کیا حضور دوسری قوموں کے لیڈر آتے ہیں تو ان کی قوم کے نوجوان ان کی گاڑیاں کھینچتے ہیں آج حضور کی گاڑی کھینچنے کا شرف ہم حاصل کریں گے۔ فرمایا گھوڑے جو تو ہم انسان کو حیوان بنانے کے لیے دنیا میں نہیں آئے ہم تو حیوان کو انسان بنانے کے لیے آئے ہیں۔‘‘

(تاریخ احمدیت لاہور از شیخ عبدالقادر سابق سوداگر مل، صفحہ 119)

’’لیکچر لاہور کے لیے جو دن مقرر تھا مخالفانہ شور اور مناسب انتظام نہ ہو سکنے کے باعث ڈپٹی کمشنر نے کہلا بھیجا تھا کہ لیکچر کے لیے آپ کوئی اور تاریخ مقرر فرمائیں، اس کے بعد اس نے انتظام کے لئے میا نمیر چھاؤنی سے دو سو سوار رسالہ کا منگوایا تھا لیکچر بھاٹی دروازہ میں منڈوہ میلا رام میں ہوا تھا۔ اجتماع تیرہ چودہ ہزار سے زیادہ تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے پڑھا تھا ان کے بعد حضور علیہ السلام خود کھڑے ہو کر کچھ تقریر فرمانے لگے تو لوگوں نے شور مچا دیا اس پر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے قرآن مجید کا ایک رکوع تلاوت فرمایا جس پر لوگ خاموش ہو گئے ۔ زاں بعد حضور علیہ السلام نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی سٹیج پر جہاں حضور نے کھڑے ہو کر تقریر شروع فرمائی تھی اس بات پر خوش ہو کر کہ لوگوں نے میری بات سن لی ہے خوشی میں تقریر کرتے کرتے کوئی پانچ چھ قدم آگے بڑھ آئے تھے۔ میونسپل کمیٹی کے ایک داروغہ نے سڑک پر چھڑکاؤ کروایا تھا فٹن میں حضور علیہ السلام سوار تھے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ رحمت اللہ کوتوال لاہور تھا کوچبان کے ساتھ ہی ایک سپاہی بیٹھا ہوا تھا سڑک پر دونوں طرف غیر احمدی ٹولیاں بنا کر کھڑے تھے اور چھاتیاں پیٹتے تھے اور کہتے تھے ہائے ہائے مرزا، ان کی یہ آوازیں ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ واپسی پر راستہ میں مَیں نے دیکھا کہ مولوی غلام اللہ قصوری جو کہ سفید ریش تھا ایک جگہ وعظ کر رہا تھا اس نے کہا کہ میں ایک دفعہ مرزے کے پاس گیا وہ ایک حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے ان کو جاتے ہی کہا کہ اگر آپ اور میں اس حجرہ سمیت آسمان پر چلے جائیں پھر بھی میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا میرا تعجب اس وقت دور ہو گیا کیونکہ میں سوچا کرتا تھا کہ ابوجہل نے آنحضرت ﷺ کی اتنی مخالفت کیوں کی اور کیوں بیہودہ اعتراضات کرتا رہتا تھا جب میں نے اس مولوی کو دیکھا اور اس کی یہ بات سنی تو سمجھ گیا کہ اس قسم کے انسان بھی ہو سکتے ہیں۔‘‘

(الفضل 12 دسمبر 1942 صفحہ 3 کالم 1,2)

حضرت میاں چراغ الدین صاحب

لاہوری رضی اللہ عنہ

(بیعت 1893ء وفات 16 مئی 1920ء)

’’جس سال میلا رام کے منڈوہ میں حضور کا لیکچر لاہور میں ہوا تھا اس سال حضرت میرے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سامنے آکر ہزاروں مخالف لوگ کھڑے ہوتے، بعض بدمعاش بُرا بھلا کہتے حضور سنتے مگر کچھ نہ کہتے ایک بدمعاش مولوی جس کا نام ہم نہیں جانتے جب حضور کوٹھے پر ہوتے سامنے سڑک پر ایک درخت ٹالی کا تھ وہ اس پر چڑھ کر سخت گالیاں دیتا تھا (لوگ اس کو مولوی ٹالی کہنے لگے) مگر حضرت کچھ نہ کہتے بلکہ کسی دوست کو بھی کچھ نہ کہنے دیتے ورنہ اگر حضور اشارہ فرماتے تو نہ معلوم کیا سے کیا ہوتا کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں حضور کے غلام موجود ہوتے تھے۔‘‘ (سیرت احمدؑ از حضرت قدرت اللہ سنوری صاحبؓ صفحہ 17)

حضرت بابو غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ

(بیعت مارچ 1897 وفات 25 اپریل 1946)

’’1904ء میں جو جلسہ مزار داتا گنج بخش کے عقب میں ہوا تھا اس کی جلسہ گاہ بنانے کے لیے ایک سٹیج لگایا گیا تھا جس کے دونوں طرف قریباً پچاس پچاس سائبان لگائے گئے تھے ایک سائبان سولہ مربع گز کا ہوتا تھا حضور کی گاڑی کے پیچھے میرا بھائی پہلوان کریم بخش اور ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب گوڑگانوی بھی کھڑے تھے اور پولیس اور رسالے کا بھی کافی انتظام تھا۔ مجھے یاد ہے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے جب لیکچر کے بعد کمر کھولی تو تھکان کی وجہ سے اس کے منہ سے ہائے کی آواز نکلی اور کہا کہ ’’آج تو خدا کے بیٹے نے مار ڈالا رات دو بجے اٹھا ہوں اور اب تک آرام کا موقعہ نہیں ملا۔‘‘ (تاریخ احمدیت لاہور صفحہ 220)

حضرت چودھری محمد علی خان صاحب اشرفؓ ہیڈ ماسٹر بیرم پور:

ایک دفعہ مقدمہ کرم دین کی تاریخ پیشی کے بعد حضرت اقدس بمعہ اصحاب لاہور تشریف لے گئے اور خاکسار بھی بحالت طالب علمی ہمراہ گیا.....لاہور

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

اعلیٰ معیار کی ضامن
چناب سویٹس
ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے
آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔
بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے
Chanab Sweets
Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen
Germany
Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347
Mobile: 0162 8909960

خطبہ جمعہ

نیکیوں کی معراج حاصل کرنے کے لئے تمام نیکیاں بجا لانا ضروری ہے

لغویات ایک حد کے بعد گناہ میں شمار ہونے لگتی ہیں

تربیتی مضامین پر ایک جامع اور پرمعارف خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۰/اگست ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۰/ظہور ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مئی مارکیٹ، منہائم (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۔ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۔ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔ اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ۔ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾۔(سورة المومنون آيات 2تا 12)

انسان دنیا میں بہت سی ایسی باتیں کر جاتا ہے کہ جو برائیوں کی طرف لے جانے والی اور خدا تعالیٰ سے دور کرنے والی ہوتی ہیں اور اچھے بھلے سمجھدار لوگ جن کو دین کا بھی علم ہوتا ہے وہ بھی بعض دفعہ ایسی باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس قسم کے لوگ بھی ایسی باتیں کر سکتے ہیں۔ یہ باتیں، یہ حرکتیں جو جان بوجھ کر کی جارہی ہوں یا انجانے میں کی جارہی ہوں لغو، فضول یا بیہودہ حرکتوں میں شمار ہوتی ہیں۔ اور ایسی حرکتیں کرنے والے یا باتیں کرنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ تو ہلکی پھلکی باتیں ہیں مذاق کی باتیں ہیں، دل لگانے کی باتیں یا حرکتیں ہیں۔ لیکن اُن کو پتہ نہیں چلتا کہ یہی باتیں بعض دفعہ پھر برائیوں کی طرف لے جانے والی اور خدا تعالیٰ کے احکامات سے پرے ہٹانے والی بن جاتی ہیں۔ اس لئے ایک مومن کو ہمیشہ ان سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ اپنی فلاح اور کامیابی کے لئے بھی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بھی ان سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا حاصل کرنے والوں، اپنے فضلوں اور اپنی رحمتوں کے وارث بننے والوں، اپنی جنتوں کے وارث بننے والوں کے لئے مختلف طریقے سکھائے ہیں کہ اگر ان راستوں پر چلوگے اس طرح اپنی اصلاح کروگے تو پھر میری جنتوں کے وارث ٹھہرو گے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا کہ میری جنتوں تک پہنچنے کی جو سیڑھی ہے اس کے یہ یہ قدم ہیں، یہ یہ درجے ہیں۔ ہر سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے اگر میری رضا حاصل کرنے کی کوشش کروگے تو فردوس کے مالک ہوگے۔ یعنی میری اُس جنت کے وارث ہوگے جو تمام جنتوں کا مجموعہ ہے۔

وہ اعمال کیا ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کے وارث ہوگے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس کے مختلف درجے ہیں۔ فرمایا پہلا زینہ یا درجہ نمازوں میں عاجزی دکھانا ہے۔ دوسرا زینہ یہ ہے کہ لغویات سے پرہیز کرنا۔ تیسرا درجہ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا ہے۔ پھر چوتھی سیڑھی یا درجہ یہ ہے کہ فروج کی حفاظت کرنا یعنی شرم گاہوں کی۔ اسی طرح منہ آنکھ کان وغیرہ کی بھی حفاظت کرنا اور ان کا صحیح استعمال کرنا۔ پھر پانچواں قدم اس سیڑھی کا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے کئے گئے عہدوں اور وعدوں کی ادائیگی۔ پھر چھٹا درجہ ہے کہ نمازوں کی حفاظت کرنے والے یہ لوگ ہوتے ہیں۔ یعنی ایک فکر کے ساتھ اپنی نمازوں کی بروقت ادائیگی کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فردوس کے وارث بننے کے لئے، میری جنتوں کے وارث بننے کے لئے تمہیں یہ تمام منزلیں طے کرنی ہوں گی۔ ان میں سے کسی درجے کو بھی کم نہ سمجھو۔ یہ تمہیں بتدریج اُس معیار تک پہنچانے کے لئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا معیار ہے۔ اس لئے ان آیات کے شروع میں ہی بتا دیا کہ تمہاری فلاح، تمہاری کامیابی، تمہارا اپنے مقصد کو حاصل کرنے کا دعویٰ اسی صورت میں حقیقت ہوگا جب ہر درجے اور اس سیڑھی کا ہر قدم جس پر تم کامیابی سے چڑھ جاؤ تمہیں اگلے قدم یا اگلے درجے کی طرف لے جانے والا ہو۔ پس نیکیوں کی معراج حاصل کرنے کے لئے تمام نیکیاں بجالانا ضروری ہے۔ اس لئے کسی ایک نیکی کو بھی کسی صورت میں بھی کم نہ سمجھو۔ کیونکہ آخری منزل پر پہنچنے تک ہر وقت یہ خطرہ ہے۔ جب تک تم آخری منزل تک پہنچ نہیں جاتے یہ خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے کہ کسی ایک قدم پر کسی ایک سیڑھی پر سے بھی تمہارا پاؤں کہیں پھسل نہ جائے۔ اگر پاؤں پھسلا تو تم پھر اپنی پہلی حالت میں واپس آ جاؤ گے۔ اس لئے وہی مومن فلاح پانے والے ہوں گے جو ہر سیڑھی پر پاؤں رکھتے ہوئے اپنے مقصد حیات کو حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی جنتوں تک پہنچ جائیں گے اور جب وہاں پہنچ جائیں گے تو فرمایا پھر فکر کی کوئی بات نہیں ہے تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو کیونکہ اب تمہاری اس محنت کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ بھی تمہاری حفاظت کرے گا۔

ان آیات میں بیان کیا گیا نیکیوں کو حاصل کرنے کا ہر درجہ کیونکہ ایک تفصیل چاہتا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی بڑی تفصیل سے تفسیر بیان فرمائی ہے۔ ساروں کی تفصیل تو بیان نہیں ہوسکتی، اس وقت میں نسبتاً ذرا تفصیل سے اس سیڑھی کے دوسرے درجے یعنی ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ کے بارے میں کچھ کہوں گا۔

لغو باتوں اور لغو حرکتوں اور لغویات میں ڈوبنے کی یہ بیماری آجکل کچھ زیادہ جڑ پکڑ رہی ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ بیماری تقویٰ میں بھی روک بنتی ہے۔ اور اس طرح غیر محسوس طور پر اس کا حملہ ہو رہا ہے کہ اس بیماری کی گرفت میں آنے کے بعد بھی انسان کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ کس بیماری میں گرفتار ہے اور کیونکہ پورا معاشرہ ہر جگہ اور ہر علاقے میں ہر ملک میں اس بیماری میں مبتلا ہے اس لئے اس بیماری کے لپیٹ میں آ کر بھی پتہ نہیں لگتا کہ ہم اس بیماری میں گرفتار ہیں۔ بعض قریبی عزیزوں کو بھی اس وقت پتہ چلتا ہے جب ان لغویات کی وجہ سے ان کے حقوق متاثر ہو رہے ہوتے ہیں۔ بیویاں بھی اس وقت شور مچاتی ہیں جب ان کے اور ان کے بچوں کے حقوق مارے جا رہے ہوں۔ اس سے پہلے وہ بھی معاشرے کی روشنی کا نام دے کر اپنے خاوندوں کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہوتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ خود بھی ان لغویات میں شامل ہو رہی ہوتی ہیں تو اسی طرح ماں باپ، دوست احباب اس وقت تک کچھ توجہ نہیں دیتے جب تک پانی سر سے اونچا نہیں ہو جاتا۔ نظام جماعت کو بھی پتہ نہیں لگ رہا ہوتا جب تک کسی دوست یا عزیز رشتہ دار کی طرف سے یہ نہ پتہ چل جائے کہ لغویات میں مبتلا ہے۔ بظاہر ایک شخص مسجد میں بھی آ رہا ہوتا ہے اور جماعتی خدمات بھی بجالا رہا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بعض قسم کی غلط حرکتوں میں، لغویات میں بھی مبتلا ہوتا ہے اس لئے یہ نہایت اہم مضمون ہے جس پر کچھ کہنا ضروری ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ بعض لوگ بعض باتیں اور حرکتیں ایسی کر رہے ہوتے ہیں جو اُن کے نزدیک کوئی برائی نہیں ہوتی حالانکہ وہ لغویات میں شمار ہو رہی ہوتی ہیں اور نیکیوں سے دور لے جانے والی ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ جائز بات بھی غلط موقع پر لغو ہو جاتی ہے۔

اب میں بعض تفسیریں بیان کرتا ہوں۔ علامہ فخرالدین رازیؒ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں کہ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ بہت سے لوگوں نے کہا ہے۔

ایک یہ کہ اللَّغْومیں تمام حرام اور تمام مکروہ شامل ہیں۔ دوسرے یہ کہ اللَّغْو سے مراد صرف ہر حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ اللَّغْو کا لفظ خصوصی طور پر قول وکلام میں معصیت پر دلالت کرتا ہے۔ پھر یہ کہ اللَّغْو سے مراد وہ حلال ہے جس کی حاجت نہیں۔ (تفسیر کبیر رازی)

تو مختلف مفسرین نے جو اس کے مختلف معنی کئے ہیں یعنی حرام چیزیں لغویات میں شامل ہیں، ایک تو اس کی یہ تفسیر ہوگئی جو بڑی واضح ہے۔ مکروہ چیزیں لغویات میں شامل ہیں۔ پھر ایک نے یہ لکھا ہے کہ لغو کا لفظ خاص طور پر بات چیت میں غلط اور گناہ کی باتیں کرنے کو کہتے ہیں۔ اور ایک معنی یہ ہیں کہ ایسا جائز یا حلال کام بھی جس کی کسی مومن کو ضرورت نہیں ہے وہ بھی اگر وہ کرتا ہے تو وہ بھی لغویات میں شمار ہوتا ہے۔ تو دیکھیں لغویات سے بچنے کے لئے کس قدر باریکی میں جا کر لوگوں نے اس کے معنے نکالے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ’’اللَّغْو میں کل باطل، کل معاصی، لغو میں داخل ہیں، تاش، گنجوفہ، چوسر سب ممنوع ہیں۔ گپیں ہانکنا، نکتہ چینیاں وغیرہ۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 171)

یعنی ہر قسم کا جھوٹ غلط اور گناہ کی باتیں تاش کھیلنا، اس قسم کی اور کھیلیں۔ آجکل دکانوں پر مشینیں پڑی ہوتی ہیں چھوٹے بچوں کو جوئے کی عادت ڈالنے کے لئے، رقم ڈالنے کے بعد بعض نمبروں کی گیمیں ہوتی ہیں کہ یہ ملاؤ، اتنے پیسے ڈالو تو اتنے پیسے نکل آئیں گے تو اس طرح جیتنے سے اتنی بڑی رقم حاصل ہو جائے گی، یہ سب لغو چیزیں ہیں۔ اسی طرح بیٹھ کر مجلسیں جمانا، گپیں ہانکنا، پھر دوسروں پر بیٹھ کے اعتراض وغیرہ کرنا یہ سب ایسی باتیں ہیں جو لغویات میں شامل ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ کی وضاحت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’دوسرا کام مومن کا یعنی وہ کام جس سے دوسرے مرتبہ تک قوت ایمانی پہنچتی ہے اور پہلے کی نسبت ایمان کچھ قوی ہو جاتا ہے، عقلِ سلیم کے نزدیک یہ ہے کہ مومن اپنے دل کو جو خشوع کے مرتبہ تک پہنچ چکا ہے لغو خیالات اور لغو شغلوں سے پاک کرے۔ کیونکہ جب تک مومن یہ ادنیٰ قوت حاصل نہ کرلے کہ خدا کے لئے لغو باتوں اور لغو کاموں کو ترک کر سکے جو کچھ بھی مشکل نہیں اور صرف گناہ بے لذت ہے اس وقت تک یہ طمع خام ہے کہ مومن ایسے کاموں سے دستبردار ہو سکے جن سے دستبردار ہونا نفس پر بہت بھاری ہے اور جن کے ارتکاب میں نفس کو کوئی فائدہ یا لذت ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ پہلے درجے کے بعد کہ ترک تکبر ہے (یعنی پہلا درجہ ترک تکبر ہے عاجزی دکھانا) دوسرا درجہ ترک لغویات ہے۔ اور اس درجہ پر وعدہ جو لفظ اَفْلَحَ سے کیا گیا ہے یعنی فوزِ مرام اس طرح پر پورا ہوتا ہے کہ مومن کا تعلق جب لغو کاموں اور لغو شغلوں سے ٹوٹ جاتا ہے تو ایک خفیف سا تعلق خدا تعالیٰ سے اس کو ہو جاتا ہے اور قوت ایمانی بھی پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اور خفیف تعلق اس لئے ہم نے کہا کہ لغویات سے تعلق بھی خفیف ہی ہوتا ہے‘‘ (جیسا کہ پہلے فرمایا کہ باقی گناہوں کے نسبت بعض لغویات چھوڑنی بڑی آسان ہوتی ہیں) ’’پس خفیف تعلق چھوڑنے سے خفیف تعلق ہی ملتا ہے‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد21 صفحہ 230-231)

تو فرمایا اَفْلَحَ کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے ان لغو کاموں کو چھوڑنے سے پورا کرنا ہے لیکن جیسے کہ پہلے بھی بتایا ہے یہ کامیابی کا ایک حصہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہے، ایک درجہ ہے کہ لغو کام جب انسان چھوڑتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اپنے بندے سے کچھ تعلق جوڑتا ہے اس کے تعلق میں بھی کچھ اضافہ ہوتا ہے اور پھر ایمان میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

ایک دوسری جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’ایسے مومن کو خدا تعالیٰ کی طرف کچھ رجوع تو ہو جاتا ہے مگر اس رجوع کے ساتھ لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو شغلوں کی پلیدی لگی رہتی ہے جس سے وہ انس اور محبت رکھتا ہے۔ ہاں کبھی نماز میں خشوع کے حالات بھی اس سے ظہور میں آتے ہیں لیکن دوسری طرف لغو حرکات بھی اس کے لازم حال رہتی ہیں اور لغو تعلقات اور لغو مجلسیں اور لغو ہنسی ٹھٹھا اس کے گلے کا ہار بنا رہتا ہے گویا وہ دو رنگ رکھتا ہے کبھی کچھ اور کبھی کچھ‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد21 صفحہ 235)

تو دیکھیں یہاں آپؑ نے فرمایا کہ یہ لغویات جن سے تعلقات ہیں تمہارے گلے کا ہار بن رہے ہوتے ہیں۔ یہاں جلسوں پر آتے ہیں خطبہ جمعہ سنتے ہیں، نمازوں میں کبھی کبھی بڑا ذوق شوق بھی پیدا ہو جاتا ہے لیکن یہ جو لغو تعلقات ہیں یہ تمہارے گلے کا ہار بنے ہوئے ہیں۔ ان مجلسوں، اجتماعوں اور نمازوں کے بعد تمہارے دل پر جو اثر ہوتا ہے اس کی وجہ سے تم نیکیوں کے راستے اختیار کرنا چاہتے ہو۔ لیکن یہ جو لغو تعلقات ہیں، یہ فضول قسم کے جو لوگ ہیں اور فضول قسم کے لوگوں کی جو دوستیاں ہیں یہ تمہیں پھر واپس انہیں راستوں پر ڈال دیتی ہیں۔ جلسوں کے بعد اجتماعوں کے بعد، جمعہ کے بعد دل پر بعض دفعہ بڑا گہرا اثر ہوتا ہے اور انسان ارادہ کرتا ہے کہ اب میں نے نیکی کی طرف ہی آگے قدم بڑھانا ہے۔ لیکن جب شام ہوتی ہے گھر سے نکلے بازار گئے، کوئی کام کرنے کے لئے گئے، کوئی دوست مل گیا بڑی محبت کا اظہار کیا بڑے طریقے سے بڑی خوبیاں گنوا کر کسی لاٹری کا تعارف کرا دیا۔ تمہارے پیسے بھی اس نے اس طرح ضائع کئے کہ لالچ تو یہ دیا کہ پیسے ضائع نہیں ہوں گے لیکن حقیقت میں پیسے ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ آپ کے پیسوں کے ساتھ اپنے پیسے بھی ضائع کر رہا ہوتا ہے۔ یا پھر رقمیں جیتنے کے لئے جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ مختلف جگہوں پر بعض مشینیں لگی ہوتی ہیں بعض گیمز پڑی ہوتی ہیں خاص طور پر نوجوان اور بچے، ویسے تو بڑے بھی اس میں کافی دلچسپی لیتے ہیں، باتوں باتوں میں ہی ان کو کھیلنے میں لگا دیا۔ اس طرح وہ دوستوں کی باتوں میں آ گئے۔ یا ایسے دوست جن کو سگریٹ پینے کی عادت ہوتی ہے ان کے ساتھ تعلق کی وجہ سے سگریٹ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے دوسری نشہ آور اشیاء بھی استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگ جو اس طرح بگاڑنے کی کوشش کریں غلط قسم کے بیہودہ اور لغو لوگوں کے زمرے میں آتے ہیں، ان سے تعلقات ختم کرنے چاہئیں۔

جلسہ کے دنوں میں بھی بعض دفعہ بعض ایسے نوجوان یہاں آ جاتے ہیں جو نشے کے عادی ہوتے ہیں چاہے ایک آدھ ہی ہو۔ کیونکہ اتنی جرأت کر کے وہی لوگ آتے ہیں جو نشہ کا کاروبار کرنے والوں کے بعض دفعہ ایجنٹ بھی ہوتے ہیں۔ اور یہاں آ کر نوجوانوں کو باتوں باتوں میں لغویات میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ جو لغویات ہیں ایک حد کے بعد یہ گناہ میں شمار ہونے لگ جاتی ہیں تو اس طرح آپ کو بعض لوگ گناہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر لغو مجلسیں ہیں جہاں بیٹھ کر لوگوں کے متعلق باتیں ہو رہی ہوتی ہیں، ہنسی ٹھٹھا کیا جا رہا ہوتا ہے۔ یہ تمام مجالس بھی لغو مجالس ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خاص طور پر یہ دن جو جلسے کے دن ہیں یہ آپ کی اصلاح کے دن ہیں، ایک ٹریننگ کے لئے آپ یہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ ان دنوں میں اگر ان برائیوں سے بچنے کی کوشش کریں اور اپنے پہ فرض کر لیں کہ ہم نے صرف اور صرف جلسے کے پروگراموں سے ہی فائدہ اٹھانا ہے کسی بھی قسم کی فضول یا لغو باتوں میں نہیں پڑنا تا کہ ہمارے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہوں، تا کہ ہماری یہ کوشش ہو کہ ہم کامیابی کی سیڑھی کے اگلے قدم پر پاؤں رکھنے کے قابل ہو سکیں تو ایسے لوگوں کی دعوت پر جو برائی کی طرف بلانے کی دعوت دیتے ہیں قرآن کے حکم کے مطابق عمل کریں کہ ﴿وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾۔ یعنی جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ بغیر اس طرف توجہ دیئے گزر جاتے ہیں۔ تو جہاں یہ حکم ہے کہ لغو کے پاس سے وقار کے ساتھ منہ پرے کر کے گزر جاؤ وہاں اس آیت میں اس سے پہلے یہ حکم بھی ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ لَايَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ کہ ایسے تعلقات جو لوگوں سے ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں جو لوگوں کے خلاف منصوبے بنانے والے ہیں وہ جھوٹے بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ کہیں بھی جھوٹی گواہی کی ضرورت پڑے تو وہ دریغ نہیں کرتے۔ اس لئے یاد رکھو کہ یہ لوگ تمہیں بھی جھوٹ بلوانے کی کوشش کریں گے۔ تمہارے سے بھی ایسی حرکات سرزد کروائیں گے کہ تم بھی جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاؤ۔ اس لئے جب کبھی ایسے لوگ تمہارے قریب آئیں تو یاد رکھو کہ شیطان تمہارے خلاف حرکت میں آ گیا ہے اب اپنی خیر منا لو، اب تم جھوٹ بولنے کے لئے تیار ہو جاؤ اب تم بھی جرائم میں ملوث ہونے والے ہو۔ اس لئے بہتر ہے کہ اگر تم سچے ہو، سچے بننا چاہتے ہو، اپنا دامن بچانا چاہتے ہو تو ان لوگوں سے بچ کر رہو تا کہ ہمیشہ سچ پر قائم رہو کیونکہ یہ سب لغو

سیٹلائٹ

تعلقات والے لوگ ہیں۔ اس لئے بڑے وقار سے ان لوگوں سے پہلو بچاتے ہوئے پرے ہو جاؤ، ایک طرف ہو جاؤ۔ ان کی دوستی کی باتیں، ان کی چکنی چوپڑی باتیں تمہیں ان لغویات میں کہیں ملوث نہ کر دیں یہ بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ ہنسی ٹھٹھے اور دوسروں کے جذبات کا خیال نہ رکھنے والی باتیں جب منہ سے نکلیں گی تو مزید برائیوں کی دلدل میں پھنساتی چلی جائیں گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے ہی وارننگ دے دی ہے کہ جھوٹ جو سب برائیوں کی جڑ ہے اس سے پرہیز کرو اس سے بچو تا کہ تمام لغویات سے بچے رہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے، جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت سے کام لیتا ہے۔ (بخاری کتاب الادب۔ باب قول اللہ تعالیٰ یاایھاالذین امنوا اتقوااللہ وکونوا مع الصدقین)

تو یہاں مزید کھول دیا کہ جھوٹ ایسی چھوٹی برائی نہیں ہے کہ کبھی کبھی بول لیا تو کوئی حرج نہیں۔ یہ ایک ایسی حرکت ہے جو منافقت کی طرف لے جانے والی ہے۔ ہر کوئی اپنا جائزہ لے تو بڑی فکر کی حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر بعض دفعہ اپنے آپ کو بچانے کے لئے یا مذاق میں یا کوئی چیز حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں، غلط بیانی سے کام لے رہے ہوتے ہیں۔ پھر وعدہ خلافی ہے یہ بھی جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے۔ قرض لے کر ٹال مٹول کر دیا وعدہ خلافی کرتے رہے، توفیق ہوتے ہوئے بھی واپس کرنے کی نیت کیونکہ نہیں ہوتی اس لئے ٹالتے رہے۔ پھر اس کے علاوہ بھی روزمرہ کے ایسے معاملات ہیں کہ جن میں انسان اپنے وعدوں کا پاس نہیں رکھتا۔ پھر میاں بیوی کے بعض جھگڑے صرف اس لئے ہو رہے ہوتے ہیں کہ بیوی کو یہ شکوہ ہوتا ہے کہ خاوند نے فلاں وعدہ کیا تھا پورا نہیں کیا۔ مثلاً یہ وعدہ کر لیا کہ جب میں اپنے کام سے واپس آ جاؤں تو فلاں جگہ جائیں گے۔ اس کو پورا نہیں کیا بلکہ واپس آ کے اپنے دوستوں کی مجلسوں میں گپیں مارنے کے لئے چلا گیا۔ یا اس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آئندہ میرے ماں باپ سے حسن سلوک کرے گا یا کرے گی کیونکہ یہ عورت و مرد دونوں کی طرف سے ہوتا ہے اور پھر اس کو پورا نہیں کیا۔ تو یہی چھوٹی چھوٹی وجہیں ہیں جو جھگڑوں کی بنیاد بنتی ہیں۔ جہاں تک اس کا تعلق ہے، ایک دوسرے کے رشتوں کا، ماں باپ کا خیال رکھنا، یہ تو چیز ایسی ہے کہ یہ تو رحمی رشتوں کے زمرے میں آتا ہے۔ ان سے تو ویسے ہی حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔ وعدہ نہ بھی کیا ہو تو حکم ہے کہ حسن سلوک کرو۔ پھر امانت میں خیانت کرنے والے ہیں کچھ عرصہ تو ایمانداری دکھا کے اپنی ایمانداری کا کسی پر رعب جما لیتے ہیں، اور اس کے بعد پھر خیانت کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں تو یہ تمام باتیں جھوٹ ہی کی قسم ہیں اور لغویات میں شمار ہوتی ہیں کیونکہ ہر وہ چیز جو شیطان کی طرف لے جانے والی ہے وہ لغو ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدق فرمانبرداری کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور فرمانبرداری جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور ایک شخص مسلسل سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ نافرمانیوں کی طرف لے جاتا ہے اور نافرمانیاں دوزخ کی طرف لے جاتی ہیں اور ایک شخص مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذّاب شمار ہونے لگتا ہے۔

(بخاری کتاب الادب۔ باب قول اللہ تعالیٰ یاایھاالذین امنوااتقوااللہ وکونوا مع الصدقین)

تو دیکھیں جھوٹ ایک ایسی لغو حرکت ہے جو جب عادت بن جائے تو ایسے شخص کا شمار اللہ کے نزدیک کذاب کے طور پر ہوتا ہے۔ اور کاذب (جھوٹا) جو ہے وہ پھر کبھی ہدایت پانے والا نہیں ہوتا۔ وہ ہدایت سے دور جانے والا ہوتا ہے۔ اور پھر اس کا ٹھکانہ بھی دوزخ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے حقیقی مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ پس اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی جن کے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا ہوگا۔ اگر اس کی نیکیاں اس کا حساب برابر ہونے سے قبل ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے جو گناہ ہیں اس ظلم کرنے کی وجہ سے اس کے سر پہ ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

(مسلم۔ کتاب البر والصلۃ۔ باب تحریم الظلم)

تو دیکھیں ان لغویات کی وجہ سے جو اس سے سرزد ہوئی ہوں گی اس کی نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ اس کو کوئی فائدہ نہیں دے رہا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہر سیڑھی پر قدم رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ انجام کار ایسے لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ ان کا ٹھکانہ پھر جہنم ہوتا ہے۔ پس کسی پر بلاوجہ الزام تراشی کرنا یا کسی کا مال کھانا یا کسی بات کو معمولی سمجھنا کہ یہ ایسا گناہ نہیں ہے کوئی ایسی گناہ کی حرکت کر لینا۔ فرمایا کہ اس کی سزا بھی کسی کا خون بہانے کے برابر ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے یونہی بدظنی کرتے ہوئے الزام لگا دیتے ہیں، بغیر تحقیق کے یہ سوچ لیتے ہیں کہ فلاں نے میری شکایت کی ہوگی۔ یا فلاں نے فلاں شخص کو میرے خلاف ابھارا ہے وہ تو ہے ہی ایسا اور ویسا۔ تو بلا سوچے سمجھے ایسے الزام لگانا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اگر دوسرے شخص نے تمہارے خلاف واقعی ایسی حرکت کی ہے تو اس کا گناہ اس کے سر ہے تم کیوں بہتان لگا کر، ان لغویات میں پڑ کر اپنے سر اس کا گناہ لیتے ہو۔

ایک دوسرے کا مال بھی بعض لوگ ہوشیاری دکھا کے کھا جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ تم نے اس دنیا میں تو ہوشیاری دکھا لی لیکن اس دن کا خیال بھی کرو کہ جب جس کا مال کھایا ہے اس کا گناہ بھی اس حدیث کے مطابق، یہ جو انذار کیا گیا ہے، اس مال کھانے والے کے سر پر ہی پڑے گا۔ اس لئے اس دنیا میں بہت پھونک پھونک کے قدم رکھنے کی ضرورت ہے بلکہ ہر ہلکی سی برائی بھی بعض دفعہ خوفناک انجام تک لے جاتی ہے۔ اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہنا چاہئے اس کا فضل مانگتے رہنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس بات کو ترک کر دے جس سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (ترمذی۔ کتاب الزھد۔ باب فیمن تکلم بکلمۃ یضحک بھاالناس)

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بلاوجہ دوسروں کو مشورے دینے لگ جاتے ہیں۔ کسی نے کوئی مشورہ نہ بھی پوچھا ہو تو عادتاً مشورہ دیتے ہیں یا بعض ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو کسی کی دل شکنی کا یا اس کے لئے مایوسی کا باعث بن جاتی ہے۔ مثلاً کسی نے کار خریدی، کہہ دیا یہ کار تو اچھی نہیں فلاں زیادہ اچھی ہے۔ وہ بیچارہ پیسے خرچ کر کے ایک چیز لے آتا ہے اس پہ اعتراض کر دیا یا پھر اور اسی طرح کی چیز لی اس پہ اعتراض کر دیا۔ اس کی وجہ سے پھر دوسرا فریق جس پہ اعتراض ہو رہا ہوتا ہے وہ پھر بعض دفعہ مایوسی میں چِڑ بھی جاتا ہے اور پھر تعلقات پہ بھی اثر پڑتا ہے۔ تو بلاضرورت کی جو باتیں ہیں وہ بھی لغویات میں شمار ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ دو آدمی باتیں کر رہے ہیں تیسرا بلاوجہ ان میں دخل اندازی شروع کر دے، یہ بھی غلط چیز ہے لغویات میں اس کا شمار ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’رہائی یافتہ مومن وہ لوگ ہیں جو لغو کاموں اور لغو باتوں اور لغو حرکتوں اور لغو مجلسوں اور لغو صحبتوں سے اور لغو تعلقات سے اور لغو جوشوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم سورۃ النحل تا سورۃ یونس صفحہ359)

تو یہ تمام لغویات جن کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشان دہی فرمائی ہے یہ کیا ہیں؟ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا کسی پر الزام تراشی کرنا، بغیر ثبوت کے کسی کو بلاوجہ بدنام کرنا، اس کے افسران تک اس کی غلط رپورٹ کرنا، عدالتوں میں بلاوجہ اپنی ذاتی انا کی وجہ سے کسی کو کھینچنا، گھریلو جھگڑوں میں میاں بیوی کے ایک دوسرے پر گندے اور غلیظ الزامات لگانا پھر سینما وغیرہ میں گندی فلمیں (گھروں میں بھی بعض لوگ لے آتے ہیں) دیکھنا، تو یہ تمام لغویات ہیں۔

پھر انٹرنیٹ کا غلط استعمال ہے یہ بھی ایک لحاظ سے آجکل کی بہت بڑی لغو چیز ہے۔ اس نے بھی کئی گھروں کو اجاڑ دیا ہے۔ ایک تو یہ رابطے کا بڑا سستا ذریعہ ہے پھر اس کے ذریعہ سے بعض لوگ پھرتے پھراتے رہتے ہیں اور پتہ نہیں کہاں تک پہنچ جاتے ہیں۔ شروع میں شغل کے طور پر سب کام ہو رہا ہوتا ہے پھر بعد میں یہی شغل عادت بن جاتا ہے اور گلے کا ہار بن جاتا ہے چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا نشہ ہے اور نشہ بھی لغویات میں ہے۔ کیونکہ جو اس پر بیٹھتے ہیں بعض دفعہ جب عادت پڑ جاتی ہے تو فضولیات کی تلاش میں گھنٹوں بلاوجہ، بے مقصد وقت ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ سب لغو چیزیں ہیں۔ آجکل بعض ویب سائٹس ہیں جہاں جماعت کے خلاف یا جماعت کے کسی فرد کے خلاف گندے غلیظ پراپیگنڈے یا الزام لگانے کا سلسلہ شروع ہوا ہوا ہے۔ تو لگانے والے تو خیر اپنی دانست میں یہ سمجھ رہے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

ہوتے ہیں، اپنی عقل کے مطابق کہ یہ مغلظات بک کے وہ جماعت کو کوئی نقصان پہنچا رہے ہیں حالانکہ اُن کی اِن لغویات پر کسی کی بھی کوئی نظر نہیں ہوتی۔ جماعت کا شاید اعشاریہ ایک فیصد بھی طبقہ اس کو نہ دیکھتا ہو، اس کو شاید پتہ بھی نہ ہو۔ تو بہرحال یہ تمام لغویات ہیں اس لئے وہ جوان گندے غلیظ الزاموں کے جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں، بعض نوجوانوں میں یہ جوش پیدا ہو جاتا ہے تو اس جوش کی وجہ سے وہ جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں ان کو بھی اس سے بچنا چاہئے۔ جماعت کی اپنی ایک ویب سائٹ ہے اگر کوئی اعتراض کسی کی نظر میں قابل جواب ہو کسی کی نظر سے گزرے تو وہ اعتراض انہیں بھیج دینا چاہئے۔ انٹرنیٹ پر بیٹھے ہوتے ہیں پتہ ہے اس کا پتہ کیا ہے۔ اور اگر کسی کے ذہن میں اس اعتراض کا کا کوئی جواب آیا ہو تو وہ جواب بھی بے شک بھیج دیں۔ لیکن وہاں پر خود کسی کے اعتراض کا جواب نہیں دینا۔ ہوسکتا ہے آپ کو جواب دینا صحیح نہ آتا ہو کیونکہ جہاں آپ بھیجیں گے خود ہی چیک کرلیں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس اعتراض کا جواب دینا بھی ہے کہ نہیں یا اس معاملے میں پڑنا صرف لغویات یا صرف وقت کا ضیاع ہی ہے۔ کیونکہ اعتراض کرنے والے کی اصلاح تو ہونی نہیں ہوتی کیونکہ اگر ان کا یہ مقصد ہو، یہ نیت ہو کہ انہوں نے اپنی اصلاح کرنی ہے یا کوئی فائدہ اٹھانا ہے تو پھر اتنی غلیظ اور گندی زبان استعمال نہیں ہوتی، شریفانہ زبان استعمال کی جاتی ہے۔ اور بعض اعتراضوں کے جواب کا تو دوسروں کو فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ پھر جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اگر کسی کے پاس جواب ہو تو اس جماعتی نظام کے تحت جواب بھیج دیں خود ہی نظام اس کو دیکھ لے گا کہ آیا جو جواب آپ نے بھیجا ہے درست ہے یا اس سے بہتر جواب دیا جاسکتا ہے۔ تو بہرحال مقصد یہ ہے کہ جماعت کے کسی بھی فرد کا وقت بلا مقصد ضائع نہیں ہونا چاہئے اس لئے جس حد تک ان لغویات سے بچا جاسکتا ہے، بچنا چاہئے اور جو اس ایجاد کا بہتر مقصد ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

علم میں اضافے کے لئے انٹرنیٹ کی ایجاد کو استعمال کریں۔ یہ نہیں ہے کہ یا اعتراض والی ویب سائٹس تلاش کرتے رہیں یا انٹرنیٹ پر بیٹھ کے مستقل باتیں کرتے رہیں۔ آجکل چیٹنگ (Chatting) جسے کہتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ چیٹنگ مجلسوں کی شکل اختیار کر جاتی ہے اس میں بھی پھر لوگوں پہ الزام تراشیاں بھی ہو رہی ہوتی ہیں، لوگوں کا مذاق بھی اڑایا جا رہا ہوتا ہے تو یہ بھی ایک وسیع پیمانے پر مجلس کی ایک شکل بن چکی ہے اس لئے اس سے بھی بچنا چاہئے۔

پھر غلط صحبتوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ بھی لغویات میں شمار ہوتی ہیں ان سے بھی بچو۔ اگر براہ راست ان مجلسوں اور ان صحبتوں میں نہیں بھی شامل ہو تو پھر بھی ایسی مجلسوں میں ایسے لوگوں کی صحبتوں میں بیٹھنا جہاں غیر تعمیری گفتگو یا کام ہو رہے ہوں تمہیں بھی متاثر کرسکتا ہے۔ پھر بعض تعلقات ایسے ہوتے ہیں جو متاثر کر رہے ہوتے ہیں۔ کسی شخص کا تمہارے پر بڑا اچھا اثر ہے اس کی ہر بات کو بڑی اہمیت دیتے ہو لیکن اگر وہ نظام جماعت کے خلاف بات کرتا ہے یا امیر کے خلاف بات کرتا ہے یا کسی عہدیدار کے خلاف بات کرتا ہے تو اس پہ اعتماد کرتے ہوئے اس پہ یقین کرلیتے ہو حالانکہ اس وقت اپنی عقل سے کام لینا چاہئے۔ یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ بھی وہ کہہ رہا ہے وہ سچ اور حق بات ہی کہہ رہا ہے۔ بلکہ انصاف اور عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ نظام تک بات پہنچاؤ۔ یہ بات اس بات کرنے والے کو بھی کہو کہ اگر یہ بات ہے جس طرح تم کہہ رہے ہو تو امیر تک بات پہنچاؤ یا بالا انتظام تک بات پہنچاؤ تاکہ اصلاح ہو جائے۔ تو جب آپ اس طرح کہیں گے تو آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ یہ شخص صحیح نہیں کیونکہ وہ نہ خود بات آگے پہنچانے پر راضی ہوگا اور نہ آپ کو اجازت دے گا کہ آپ بات آگے پہنچائیں ایسے لوگوں کا کام صرف باتیں کرنا اور فتنہ پھیلانا ہوتا ہے اس لئے ایسے تعلقات لغو تعلقات ہیں ان سے بھی بچیں۔

پھر فرمایا بعض دفعہ تمہارے جوش بھی لغو ہوتے ہیں۔ کہیں سے اڑتی اڑتی بات اپنے یا اپنے کسی عزیز کے بارے میں سن لی اور فوراً جوش میں آگئے اور جس کی طرف بات منسوب کی گئی ہے اس سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہوگئے۔ تو یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جو لغویات ہیں۔ مومن کا کام یہ ہے کہ ہمیشہ ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرے اور ہمیشہ اس حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے محفوظ رہیں۔ زبان ایک ایسی چیز ہے جس کا اچھا استعمال سب کو آپ کا گرویدہ بنا سکتا ہے اور اس کا غلط استعمال دوست کو بھی دشمن بنا سکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے۔ زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ ڈیوڑھی میں آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد2 صفحہ182 جدید ایڈیشن)

یعنی ہمارے جسم کا اندر داخل ہونے کا جو دروازہ ہے، جو مین گیٹ (Main Gate) ہے، راستہ ہے، وہ زبان ہے ` اگر یہ لغو اور فضول باتوں سے پاک ہے تو سمجھو کہ تمہارے وجود میں داخل ہونے کا راستہ صاف اور پاک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کیونکہ خوبصورت، پاک اور صاف چیزوں کو پسند کرتا ہے تو اس طرح تمہاری پاک زبان کی وجہ سے خدا تعالیٰ بھی تمہارے قریب آجائے گا۔ تو جب تمہاری پاک زبان سے خدا تعالیٰ تمہارے اتنے قریب آگیا تو پھر عین ممکن ہے کہ تمہارے دوسرے اعمال بھی ایسے ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کی پسند کے اعمال ہوں اور پھر تمہارا سارا وجود خدا تعالیٰ کا پسندیدہ وجود بن جائے۔

پھر آجکل کی لغویات میں سے ایک چیز سگریٹ وغیرہ بھی ہیں جیسا کہ مختصراً میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ نوجوانوں میں اس کی عادت پڑتی ہے اور پھر تمام زندگی یہ جان نہیں چھوڑتی سوائے ان کے جن کی قوت ارادی مضبوط ہو۔ اور پھر سگریٹ کی وجہ سے بعض لوگوں کو اور نشوں کی عادت بھی پڑ جاتی ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے امریکہ سے تمباکو نوشی سے متعلق اس کے بہت سے مجرب نقصان ظاہر کرتے ہوئے اشتہار دیا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اشتہار سنایا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ: ’’اصل میں ہم اس لئے اسے سنتے ہیں کہ اکثر نوعمر لڑکے، نوجوان تعلیم یافتہ بطور فیشن ہی کے اس بلا میں گرفتار و مبتلا ہو جاتے ہیں تا وہ ان باتوں کو سن کر اس مضر چیز کے نقصانات سے بچیں‘‘۔ یعنی جو لوگ مبتلا ہوتے ہیں وہ یہ باتیں سنیں تو اس کے نقصانات سے بچیں۔ فرمایا: ’’اصل میں تمباکو ایک دھواں ہوتا ہے جو اندرونی اعضاء کے واسطے مضر ہے۔ اسلام لغو کاموں سے منع کرتا ہے اور اس میں نقصان ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے پرہیز ہی اچھا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ110 جدید ایڈیشن)

تو وہ لوگ جو اس لغو عادت میں مبتلا ہیں کوشش کریں کہ اس سے جان چھڑائیں۔ اور والدین خاص طور پر بچوں پر نظر رکھیں کیونکہ آجکل بچوں کو نشوں کی باقاعدہ پلاننگ کے ذریعے عادت بھی ڈالی جاتی ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ یہ ہو جاتا ہے کہ بیچارے بچوں کے برے حال ہو جاتے ہیں۔ آپ یہاں بھی دیکھیں کس قدر لوگ ان نشوں کی وجہ سے اپنی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔ ایک بہت بڑی تعداد ان ملکوں میں جن میں آپ رہ رہے ہیں، آپ دیکھیں گے سگریٹ پینے کی وجہ سے حشیش یا دوسرے نشوں میں مبتلا ہوگئی۔ اور اپنے کاموں سے بھی گئے، اپنی ملازمتوں سے بھی گئے، اپنی نوکریوں سے بھی گئے، اپنے کاروباروں سے بھی گئے، اپنے گھروں سے بھی بے گھر ہوئے اور زندگیاں برباد ہوئیں۔ بیوی بچوں کو بھی مشکل میں ڈالا۔ خود پارکوں، فٹ پاتھوں یا پُلیوں کے نیچے زندگیاں گزار رہے ہیں۔ گندے غلیظ حالت میں ہوتے ہیں۔ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلا رہے ہوتے ہیں۔ ڈسٹ بنوں (Dust Bins) سے گلی سڑی چیزیں چن چن کے کھا رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ سب اس لغو عادت کی وجہ سے ہی ہے۔ اس لئے کسی بھی لغو چیز کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہی چھوٹی چھوٹی باتیں پھر بڑی بن جایا کرتی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’حدیث میں آیا ہے وَمِنْ حُسْنِ الْاِسْلَامِ تَرْکُ مَالَا یَعْنِیْہِ یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔ اسی طرح پر یہ پان، حقہ زردہ (یعنی تمباکو جو پان میں کھاتے ہیں) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرے کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان ان کا بفرض محال نہ ہو تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہیں اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے ` مثلاً قید ہو جاوے تو روٹی تو ملے گی لیکن بھنگ چرس یا اور اشیاء نہیں دی جائیں گی۔ یا اگر قید نہ ہو (اور) کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائمقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ عمدہ صحت کو کسی بیہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہیں چاہئے۔ شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مضر صحت چیزوں کو مضر ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے۔ افیون کا نقصان بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ طبّی طور پر یہ شراب سے بھی بڑھ کر ہے اور جس قدر قویٰ لے کر انسان آیا ہے ان کو ضائع کر دیتی ہے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ219 جدید ایڈیشن)

اور اب تو افیون سے بھی زیادہ خطرناک نشے پیدا ہو چکے ہیں۔ پس ان لغویات سے بچنے والے ہی تقویٰ پر قائم رہ سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والوں میں شمار ہو سکتے ہیں۔ یہاں جس طرح فرمایا کہ افیون کا نشہ شراب سے بڑھ کر ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شراب کبھی پی لی تو کوئی حرج نہیں۔ اللہ

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact : Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

تعالیٰ نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور یہ حرام ہے۔ ان ملکوں میں کیونکہ شراب بہت عام ہے اور صحبتیں بھی ایسی مل جاتی ہیں جہاں شراب پینے والے مل جاتے ہیں اس لئے اس بارے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

فرمایا کہ: ''شراب جوام الخبائث ہے اسے حلال سمجھا گیا ہے اس سے انسان خشوع وخضوع سے جو کہ اصل جزو اسلام ہے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے۔ ایک شخص جو رات دن نشہ میں رہتا ہے ہوش اس کے بجا ہی نہیں ہوتے تو اسے دوسری بدیوں کے ارتکاب میں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ موقع موقع پر ہر ایک بات مثل، زنا، چوری، قمار بازی وغیرہ کر سکتا ہے۔ ہماری شریعت میں قطعاً اس کو بند کر دیا ہے۔ یہاں تک لکھ دیا ہے کہ یہ شیطان کے عمل سے ہے تاکہ خدا کا تعلق ٹوٹ جاوے''۔

تو شراب کا جو نشئی ہے وہ بھی مختلف جرائم میں گرفتار ہوتا ہے۔ بلکہ ان ملکوں میں بھی جہاں جہاں شراب کی اجازت ہے آپ دیکھیں گے کہ بعض لوگ نشے میں بعض قسم کی حرکات کر جاتے ہیں اور پھر جیلوں میں چلے جاتے ہیں۔ اور پھر یہاں کے معاشرے کے مطابق بعض شریف لوگ بظاہر شراب کے نشے میں دھت ہوتے ہیں اور سڑکوں پہ گرے پڑے ہوتے ہیں، پولیس ان کو اٹھا کے لے جاتی ہے۔

پھر جوا وغیرہ ہے یہ بھی لغویات ہیں۔ یہ بھی اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ شرابیوں کو عام طور پر جوا کھیلنے کی بھی عادت ہوتی ہے۔ کسی بھی نشہ کرنے والے کو عادت ہوتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ پیسے بنیں۔

تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ سمجھایا کہ یہ تمام چیزیں جو ہیں یہ لغویات اور فضولیات میں شمار ہیں اس لئے ان سے بچو۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''کہ اللہ اللہ! کیا ہی عمدہ قرآنی تعلیم ہے کہ انسان کی عمر کو خبیث اور مضر اشیاء کے ضرر سے بچالیا۔ یہ نشہ کی چیزیں شراب وغیرہ انسان کی عمر کو بہت گھٹا دیتی ہیں اس کی قوت کو برباد کر دیتی ہیں اور بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہیں۔ یہ قرآنی تعلیم کا احسان ہے کہ کروڑوں مخلوق ان گناہ کے امراض سے بچ گئی جو ان نشہ کی چیزوں سے پیدا ہوتی ہیں''۔ اور یہ تو آجکل کی میڈیکل میں ثابت شدہ ہے کہ شراب ہزاروں دماغ کے سیل اور خلیوں کو نقصان پہنچا دیتی ہے اور آہستہ آہستہ آدمی کی بہت ساری دماغی کمزوریاں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ تو جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ ''شراب وغیرہ'' تو اس میں شراب کے ساتھ اور بھی نشے جو آجکل نئے نئے نکل آئے ہیں شامل ہو گئے ہیں۔ پس ان ملکوں میں رہتے ہوئے خاص طور پر جہاں منظّم طریقوں سے نشوں کا کاروبار ہوتا ہے اور شراب کی تو ویسے بھی یہاں اجازت ہے بہت استغفار کرتے ہوئے اور اپنے پہلو بچاتے ہوئے ان چیزوں سے بچیں اور بچنے کی کوشش کریں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''خدا کو چھوڑ کر بدی اور گند میں رہنا صرف خدا کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ اس میں خدا تعالیٰ پر ایمان میں بھی شک ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ چور جب چوری کرتا ہے تو ایمان اس میں نہیں ہوتا اور زانی جب زنا کرتا ہے تو ایمان اس میں نہیں ہوتا۔ یاد رکھو کہ وسوسے جو بلا ارادہ دل میں پیدا ہوتے ہیں ان پر مواخذہ نہیں ہوتا۔ جب پکی نیت انسان کسی کام کی کرے تو اللہ تعالیٰ مواخذہ کرتا ہے۔ اچھا آدمی وہی ہے جو دل کو ان باتوں سے ہٹاوے۔ ہر ایک عضو کے گناہوں سے بچے۔ ہاتھ سے کوئی بدی کا کام نہ کرے۔ کان سے کوئی بری بات چغلی غیبت، گلہ وغیرہ نہ سنے۔ آنکھ سے محرمات پر نظر نہ ڈالے۔ پاؤں سے کسی گناہ کی جگہ چل کر نہ جاوے''۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ139 جدید ایڈیشن)

کہتے ہیں بعض عادتیں چھوٹ نہیں سکتیں۔ فرماتے ہیں کہ: ''انسان عادت کو چھوڑ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں ایمان ہو اور بہت سے ایسے آدمی دنیا میں موجود ہیں جو اپنی پرانی عادات کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ جو ہمیشہ سے شراب پیتے چلے آئے ہیں بڑھاپے میں آ کر جبکہ عادت کا چھوڑنا خود بیمار پڑنا ہوتا ہے بلا کسی خیال کے چھوڑ بیٹھتے ہیں اور تھوڑی سی بیماری کے بعد اچھے بھی ہو جاتے ہیں''۔ فرمایا

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریول GmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیک فرانس ٹریول GmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تاکہ پریشانی سے بچا جا سکے۔

نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ (Uebersetzung) کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہم آپ کی خدمت کے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M
Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

''میں حقہ کو منع کرتا ہوں اور نہ جائز قرار دیتا ہوں مگر ان صورتوں میں کہ انسان کو کوئی مجبوری ہو۔ یہ ایک لغو چیز ہے اور اس سے انسان کو پرہیز کرنا چاہئے''۔

آپ فرماتے ہیں، بہت قابل فکر یہ ارشاد ہے، کہ: ''ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو (یعنی جھوٹ بولنے والا) جعلساز اور ان کا ہم نشیں (ان میں بیٹھنے والا بھی) اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے''۔

(کشتی نوح ۔روحانی خزائن جلد19 صفحہ19)

تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تمام بڑے بڑے گناہ کرنے والوں، لوگوں کے حق مارنے والوں، لوگوں پہ ظلم کرنے والوں، جھوٹ بولنے والوں، دھوکہ دینے والوں، لوگوں پر الزام تراشیاں کرنے والوں، بری مجلس میں بیٹھنے والوں کو ایک ہی زمرے میں شمار کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا پھر مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ایمان کے دعوے کے بعد ہم میں کہیں کوئی برائی تو نہیں۔ یا ہم ایسی برائیاں کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والوں میں سے تو نہیں۔ ہماری مجالس پاکیزہ ہیں، ہمارے اعمال ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے ہیں، ہم اس کے حکموں پر عمل کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

آج سے جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ شروع ہو گیا ہے۔ ان جلسوں کا مقصد بھی اپنے روحانی معیار کو بلند کرنا اور اپنے اندر نیکیوں کو قائم کرنا ہے۔ پس ان دنوں میں ایک تو دعاؤں پر زور دیں۔ اپنے لئے بھی، اپنے ماحول کے لئے بھی، اپنے عزیزوں کے لئے بھی، اپنے بچوں کے لئے بھی، اور جماعت کے لئے بھی بہت دعائیں کریں۔

دوسرے ہر ایک اپنا جائزہ لیتا رہے کہ کیا کیا لغویات اس میں پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ ہر برائی لغو ہے یا ہر لغو حرکت یا بات گناہ ہے، اس کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر اس جلسے کو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کو کوئی دنیاوی جلسہ نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ یہ ایک دینی اور روحانی جلسہ ہے۔ ایک دینی اور روحانی اجتماع ہے یہاں کسی خرید و فروخت یا صرف میل ملاقات کے لئے اکٹھے نہیں ہوتے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا۔ ہمیں ان مجلسوں کو ان قواعد کے تحت لانا چاہئے جو حج کے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ مثلاً رَفَث کی تشریح میں آپ نے فرمایا کہ ایک معنی یہ بھی ہیں کہ بدکلامی کرنا، گالیاں دینا، گندی باتیں کرنا، گندے قصے سنانا، لغو اور بیہودہ باتیں کرنا جسے پنجابی میں گپیں مارنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی حج کو جائے تو اسے کسی بھی قسم کی یہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ نہ بدکلامی کرنی چاہئے، نہ گندے قصے کرنے چاہئیں وغیرہ۔ پھر فرمایا کہ دوسری چیز حج کے لئے ہے وہ فسوق ہے۔ اس کے معنے ہیں اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نکل جانا۔ تو یہاں بھی یاد رکھیں کہ نظام کی اطاعت اور اس کے ساتھ پورا تعاون آپ کا فرض ہے۔ پھر آپس میں بعض باتوں پر رنجشیں اور پھر بعض دفعہ تلخ کلامیاں بھی ہو جاتی ہیں جب اکٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو یہ سب لغو چیزیں ہیں۔ نظام جماعت کی یا یہاں جو جلسے کا نظام ہے اس کی ہدایات سے انحراف یہ بھی لغویات میں شمار ہوتا ہے۔ پھر جدال آتا ہے۔ فرمایا کہ یہاں بھی احتیاط کی ضرورت ہے ان تلخ کلامیوں کی وجہ سے ان رنجشوں کی وجہ سے بعض لڑائیاں بھی ہو جاتی ہیں ایک دوسرے پر ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ کسی ڈیوٹی والے سے یا کسی ڈیوٹی والی سے، کارکنوں سے کوئی ایسی بات ہو جائے مثلاً کسی بچے کو کچھ کہہ دیا تو اس پر اس کے ماں یا باپ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں تو ان باتوں سے بچنا چاہئے۔ پس کوشش کریں کہ ان دنوں میں ان تمام برائیوں اور لغویات سے اپنے آپ کو بچائیں اور اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی سے تر رکھیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور سب شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفارابی

ایک مشہور مسلمان فلسفی

(طاہر احمد مختار)

آپ کا پورا نام ابوالنصر محمد بن ترخان ابن اوزلغ الفارابی تھا۔(''ابوالنصر'' کا لقب بعض اوقات اپنے کام یا مقصد میں کامیاب ہونے والوں کو بھی دے دیا جاتا ہے) آپ 870ء میں پیدا ہوئے۔آپ کا جائے پیدائش وسیج یا واسج ہے جو فاراب کے قریب ترکستان میں ہے۔ آپ کے والد کا نام محمد تھا جو ایک ترک سپہ سالار تھے۔ یورپ میں آپ AlPharabius کے نام سے معروف ہیں۔آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم فاراب میں حاصل کی پھر آپ بخارا گئے اور بالآخر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے آپ بغداد گئے۔ یہ تقریباً 901ء تا 942ء کا دور بنتا ہے۔اس دوران آپ نے کئی زبانوں میں مہارت حاصل کی۔آپ نے مختلف علوم کی ابتداء میں بنیادی کام کئے جن پر بعد میں اہل یورپ نے اپنی علمی ترقیات کی عمارات تعمیر کیں۔ قرون وسطیٰ کا سب سے بڑا حکیم اور آپ کے عہد کے مسلمانوں میں فلسفہ مادیت کے سب سے پہلے علمبردار ابوبکر الرازی آپ کے ہم عصر تھے۔آپ کو حصول تعلیم کا بے حد شوق تھا جس کی وجہ سے آپ نے بہت دور کے ممالک کے سفر بھی اختیار کئے۔آپ نے کچھ دیر دمشق اور مصر میں بھی قیام کیا لیکن پھر بغداد لوٹ گئے۔ آپ بغداد میں قیام کے دوران قاضی بھی رہے مگر پھر پڑھانے کا پیشہ اختیار کیا۔آپ کو ابتداء میں بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ نے باغبانی کا پیشہ اختیار کیا۔آپ کی اس دور کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو علم حاصل کرنے کا اس حد تک شوق تھا کہ آپ رات کو اپنے مالک کے باغ میں موم بتی جلا کر فلسفہ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔یہ آپ کے بغداد میں قیام کے ایام تھے جہاں آپ نے بڑی تنگ دستی میں گزر بسر کیا۔آپ پست قامت کے تھے اور آپ نے ہمیشہ ترکی لباس اور وضع قطع قائم رکھی۔ یہاں تک کے بغداد، حلب، دمشق وغیرہ میں بھی اپنے ترک لباس کو نہ چھوڑا۔آپ کی سوانح عمری کے لئے جن چار کتب کی طرف ہمیشہ رجوع کیا جاتا ہے وہ اپنے سال تصنیف کی ترتیب سے حسب ذیل ہیں:

1: ابو الحسن البیُھقی (م ۱۱۷۰ء): تتمّہ صوان الحکمۃ۔

2: کتاب اخبار العلماء فی اخبار الحُکماء۔

3: ابن ابی اُصَیبَعہ (م ۱۲۷۰) عیون الانباء فی طبقات الاطبّاء۔

4: ابن خَلِّکان (م ۱۲۸۲) وفیات الاعیان۔

ان میں سے ابن خَلِّکان فارابی کے عہد سے بعید ترین زمانہ میں گزرا ہے اور اسی کی تصنیف میں فارابی کے حالات زندگی کے ساتھ سب سے زیادہ رُومانی بیانات اور حکایات شامل کی گئی ہیں۔ان چاروں مآخذ سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان کی رو سے فارابی سکون، تنہائی اور عزلت میں بیٹھ کر کام کرنے کے دلدادہ تھے۔آپ اکثر اوقات باغ باغیچوں میں گشت کرتے اور لوگوں سے ملنے جلنے سے گھبراتے تھے۔ فارابی کی سوانح حیات کے مطالعہ کے دوران اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اس جلیل القدر عالم کی عظمت کو حد سے زیادہ بڑھانے کی غرض سے مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے اور آپ سے بعض ایسے فرضی مناقب منسوب کر دئے گئے ہیں جنہیں چنداں اہمیت نہیں دینی چاہیے۔

الغرض جو بات آپ کی زندگی میں اہمیت کی حامل ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے فلسفہ، منطق، مابعد الطبیعات، طب، نفسیات، ریاضیات، عمرانیات اور موسیقی میں خاصی دسترس حاصل کی اور بالخصوص فلسفہ، منطق، عمرانیات اور موسیقی میں کمال حاصل کیا۔عربی زبان میں بھی آپ کو خاصی مہارت حاصل تھی۔فلسفہ میں آپ نے افلاطون اور ارسطو کے بیان کردہ علوم میں مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ارسطو کی تصانیف کے عربی ترجموں کو تدقیق اور شرح و ایضاح کے ساتھ پیش کیا۔ایک روایت کے مطابق آپ نے ارسطو کی ''کتاب النفس'' کو سو بار اور ''السمّاع الطبیعی'' کو چالیس مرتبہ پڑھا تھا۔شاید اسی وجہ سے آپ کو معلّم الثانی کہا جاتا ہے جب کہ معلم الاول ارسطو سمجھے جاتے ہیں۔منطقی علوم کو سمجھنے کے لئے آپ نے اسے دو شاخوں میں تقسیم کیا۔1: تخیل 2: ثبوت۔

عمرانیات میں آپ کی مہارت کا علم آپ کی کتاب ''رسالۃ فی آراء اھل المدینۃ الفاضلۃ'' سے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں موسیقی پر بھی آپ نے مختلف کتب تحریر کیں اور آپ اس فن کے بڑے ماہر تھے۔ اسی طرح ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ فارابی نے ایک مجلس میں ایک ساز اس خوبی سے بجایا کہ حاضرین پہلے تو ہنسے، پھر رونے لگے، پھر سب کے سب محوخواب ہوگئے اور فارابی مجلس سے نکل کر چل دئے۔طب سے بھی آپ کو شغف تھا مگر اتنا نہیں جتنا کہ ابن سینا اور ابن رشد کو تھا۔آپ کا مسلک زیادہ تر یہ تھا کہ ایک خوش فہم درویش کے انداز پر مذہب اور فلسفے کے باہمی تعلقات کا پتہ لگایا جائے۔آپ عربی زبان میں مشرقی مکتب فلسفہ کے بانی اور اسلامی فلسفے کے موجد شمار ہوتے ہیں۔

ارشاد حضرت مصلح موعودؓ

حضرت مصلح موعودؓ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:-

''فارابی ایک مشہور مسلمان فلسفی گزرے ہیں۔ جس طرح یورپ میں ہیگل وغیرہ مشہور ہیں اسی طرح مسلمانوں میں فارابی اسی پایہ کے فلسفی تھے۔سارا دن فلسفہ اور ادب کی باتوں میں ہی مشغول رہتے تھے۔ زبان کے لحاظ سے بھی بہت بڑے ادیب تھے اور چوٹی کے زباندان سمجھے جاتے تھے۔ایک دفعہ وہ بازار میں سے گزر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک آٹھ، نو سال کا لڑکا حلوا بیچ رہا ہے انہوں نے اس لڑکے سے پوچھا کَیْفَ تَبِیْعُ الْحَلْوٰی تم حلوا کس طرح بیچتے ہو۔ اس نے کہا رِطْلاً بِدِرْھَمٍ ایک درہم کے بدلہ میں ایک پونڈ دیتا ہوں۔ فارابی نے یہ جواب سنا تو انہوں نے اس کے گلے میں پٹکا ڈال لیا اور شور مچا دیا کہ کتنا بڑا اندھیر ہے عربی زبان کا خون ہو رہا ہے اور کوئی شخص توجہ نہیں کرتا۔ادھر لڑکے نے چیخیں مارنا شروع کر دیا۔ شور سن کر بہت سے لوگ اکٹھے ہوگئے۔ چونکہ وہ آدمی بڑے پایہ کے تھے اس لئے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ لڑکے کو ان کے ہاتھ سے چھڑائے........لوگ حیران تھے لیکن بات میں دخل نہ دے سکتے تھے۔آخر بلدہ کا کمشنر پولیس آیا۔ پہلے تو وہ اس نظارے کو دیکھ کر گھبرایا۔مگر آدمی ہوشیار تھا کہنے لگا حضور اس مجرم کو چھوڑیئے اور ہمارے حوالے کیجئے ہم اس کو سزا دیں گے۔ پھر اس نے پوچھا کہ حضور اس نے قصور کیا کیا ہے۔انہوں نے کہا قصور کا پوچھتے ہو۔اس سے بڑھ کر قصور کیا ہوگا کہ میں کَیْفَ سے سوال کرتا ہوں اور یہ کَمْ کا جواب دیتا ہے۔ ہماری زبان برباد کر دی گئی اور ہم پر ظلم کیا گیا۔حقیقت یہ ہے کہ فارابی تو ایک بچے سے بھی یہ امید رکھتے تھے کہ وہ صحیح عربی بولے''۔

(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ ۱۹، ۲۰)

آپ کی چند اہم تصنیفات

☆ **التعلیم الثانی**: یہ کتاب آپ نے اس وقت تحریر کی جب خاندان سامانیہ کے بادشاہوں میں سے منصور بن نوح نے آپ کو اپنے پاس بلا کر آپ سے اس کے تحریر کرنے کے متعلق کہا۔اس میں آپ کے زمانے تک کی جتنی یونانی فلسفہ کی کتابیں مختلف مترجموں نے ترجمہ کی تھیں ان سب کا خلاصہ درج ہے۔

☆ **اِحْصَاءُ العلوم و التّعریف بِاغْرَاضِھا**: عربی کی اولین دائرہ معارف (Encyclopedia) جو علوم کی تقسیم اور تعریف اور ان کے موضوعات پر حاوی ہے۔ فارابی کی اس کتاب نے علوم کی تقسیم کے نظریہ کے لحاظ سے قرون وسطیٰ کے فکر و فلسفہ پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔ فارابی کی یہ تصنیف سب سے پہلی کتاب ہے جس میں علم کی اقسام کو مقرر کرنے کا یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ علوم کو جمع اور یکجا کیا جائے اور ایک دوسرے سے ملا کر ان میں ترکیب پیدا کی جائے۔

☆ **رسالۃ فی العقل**: یہ کتاب آپ کی عربی لغت میں دسترس کو ظاہر کرتی ہے۔اس میں آپ نے عربی لفظ ''عقل'' کے بے شمار معانی بیان کئے ہیں اور عقل یا شعور کو چھ بنیادی قسموں میں تقسیم کیا ہے۔اس رسالہ سے فارابی کا فلسفۂ علم ظاہر ہوتا ہے۔

☆ **کتاب الحروف**: اس میں ارسطو کے مابعد الطبیعیات کی شرح ہے اور یہ فلسفے کے علاوہ لسانیات پر بھی ایک بہت عمدہ کتاب ہے۔

☆ Al Farabi's Phisophische Abhandlungn: یہ دو رسالوں پر مشتمل فارابی کی درج ذیل تصنیفات کا مجموعہ ہے:-

(الف) کتاب الجمع بین رایی الحَکیمین افلاطون الالٰھی و ارسطاطالیس۔

(ب) فی اغراض الحکیم فی کل مقالۃ من الکتاب الموسوم بالحروف الکتاب الابانۃ عن غرض ارسطاطالیس)

(ج) مقالات فی مَعَاییُر العقل۔

(د) رسالۃ فی ما ینبغی ان یُقدّم قبل تعلّم الفلسفۃ۔

(ہ) عیون المسائل۔

(و) **فُصُوصُ الحِکَم**: یہ آپ کی ایک مشہور تصنیف ہے جو آپ نے فلسفہ پر لکھی تھی۔ یہ کتاب آج بھی مشرق کے بعض اداروں میں پڑھائی جارہی ہے۔

(ز) رسالۃ فی جواب مسائل سئل عنھا (مسائل الفلسفۃ و الاَجْوِبَۃ عنھا)

(ح) نُکَتُ ابی نصر الفارابی ما یصح و ما لایصح من الاحکام النجوم۔

(اس مجموعہ کو 1890ء میں Fr.Dietrici نے لندن، لائڈن اور برلن کے کتب خانوں سے اکٹھا کر کے دو جلدوں کی صورت میں شائع کیا)

☆ **رسالۃ فی آراء اھل المدینۃ الفاضِلۃ**: اسے بھی Fr.Dietrici نے 1895ء میں Der Muststaat کے نام سے شائع کیا اور پھر اسی نے اس کو 1900ء میں جرمن ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔ اس کتاب میں مسائل الٰہیات اور مابعد الطبیعیات پر بحث کرنے کے بعد فارابی آسمان سے زمین پر اتر آتا ہے اور مادے اور انسان کے موضوع پر قلم فرسائی کرتا ہے اور پھر نفسیات، اخلاق اور سیاست کے مضمون کو زیر بحث لاتا ہے۔

☆ **السیاسۃ المدینۃ**: (حیدرآباد ۱۳۴۶ء) اس کا Bromte نے جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ رسالہ بھی اسی مضمون پر لکھا گیا ہے جس پر ''**رسالۃ فی آراء اھل المدینۃ الفاضلۃ**'' ہے۔تاہم یہ دونوں کتابیں ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں۔

☆ **کتاب التنبیہ علی سبیل السعادۃ**: یہ بھی اخلاق سے متعلق ایک کتاب ہے جو ارسطو اور افلاطون کے خیالات میں مطابقت پیدا کرنے کی غرض سے تحریر کی گئی۔

☆ **رسالۃ فی اثبات المفازات**: اس کتاب نے ابن سینا کے فلسفے پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔

☆ **التَّعْلِیُقَات**: مقولات (Aphorism) کی شکل میں حواشی۔ یہ زیادہ تر اس کی مختلف تصانیف کے باقی ماندہ اجزاء ہیں۔

☆ **الموسیقی الکبیر**: یہ آپ کی موسیقی کے متعلق ایک مشہور تصنیف ہے جو میڈرڈ میں موجود ہے۔

☆ **المدخل فی الموسیقی**: یہ کتاب استنبول کے کتب خانوں میں موجود ہے۔

☆ **فلسفہ افلاطون و مراتب اجزائھا من**

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

بقیہ:رپورٹ جلسہ سالانہ جرمنی
از صفحہ اول

19؍اگست کو ہی شام پانچ بج کر پندرہ منٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری ہوئی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ مردانہ جلسہ گاہ اور زنانہ جلسہ گاہ میں برائے معائنہ تشریف لے گئے۔ بعدازاں مین ہال میں تمام ناظمین کوشرف مصافحہ بخشا۔ مصافحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے کارکنان کوخطاب کرتے ہوئے نرمی اور خوش خلقی سے پیش آنے کی تلقین کی اور صفائی کا اعلیٰ معیار قائم کرنے پرزور دیا۔ شام کے وقت جلسہ سالانہ کے 2600 کارکنان اور کارکنات کے ساتھ کھانے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا اور خاندان کے دیگر افراد نے بھی شمولیت کی۔

20؍اگست کو پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ اطفال اور ناصرات نے اس موقع پر جرمنی اور جماعت کی جھنڈیاں لہرائیں۔ جماعت اور جرمنی کے جھنڈوں سے مطابقت رکھنے والے رنگوں کے سینکڑوں غبارے بھی فضا میں بلند کئے گئے۔ خطبہ جمعہ اور نماز عصر کے ساتھ جلسہ سالانہ کا افتتاح عمل میں آیا۔

نماز جمعہ کے بعد چار بجے احباب جماعت نے بڑی سڑک پر کھڑے ہوکر محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں یعنی Love foe all Hatred for None کے الفاظ بنا کر انسانی زنجیر بنائی اور تمام منظر کی ہیلی کاپٹر کے ذریعہ تصویر کشی کی گئی۔

شام پانچ بجے مکرم راجہ نصیر احمد صاحب، ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ کی زیر صدارت پہلے اجلاس کا آغاز ہوا جس میں مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب نے 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جماعت سے توقعات'، مولانا مبارک احمد صاحب نذیر، پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے ''واقفین نو۔ مستقبل کے مبلغ' اور مکرم ہدایت اللہ ھبش صاحب نے ''معرفت الٰہی' کے موضوع پر تقاریر کیں۔

جمعہ کے روز حضور انور ایدہ اللہ نے 1500 خواتین اور بچیوں کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ جلسہ کے پہلے روز حاضری 23498 رہی۔

دوسرے روز کے اجلاس اول کی کارروائی مکرم مولانا مبارک احمد صاحب نذیر کی زیر صدارت ہوئی۔ مکرم کولمبس خان صاحب نے 'جرمنی میں ایک احمدی کا طرز عمل' اور مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ نے 'سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ' کے موضوعات پر خطاب فرمایا۔

12:10 پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔ سہ پہر تین بجے جرمن احباب کے ساتھ مجلس سوال وجواب منعقد کی گئی جس میں یکصد کے قریب مہمان موجود تھے۔

شام کو دوسرے اجلاس کی صدارت مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کی۔ دو معزز مہمانوں کا تعارف کروایا گیا جن میں سے ایک رکن قومی اسمبلی جرمنی تھے۔ اجلاس میں مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب نے 'اسلام میں تعلیم و تحقیق کی اہمیت'، مکرم منیر احمد منور صاحب، مبلغ سلسلہ جرمنی نے 'خلافت اور ہماری ذمہ داریاں'، اور مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے 'اسلام میں پردہ کی اہمیت' پر خطاب فرمایا۔ (مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب اپنی ناسازی طبع کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے ان کی لکھی ہوئی تقریر مکرم منیر احمد منور صاحب نے پڑھی)۔ جلسہ کے دوسرے روز کی حاضری 26465 رہی۔ 1500 افراد نے جلسہ کی کارروائی کو نو (9) مختلف زبانوں میں سنا۔ 29 ممالک سے 2069 مہمان تشریف لائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 1800 افراد کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔

آخری روز اجلاس اول کی صدارت مکرم مولانا حیدر علی صاحب ظفر نے کی۔ مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب نے 'آنحضرت ﷺ بحیثیت عدل وانصاف کے علمبردار' اور مولانا عبدالغفار صاحب مبلغ سلسلہ نے 'حضور انور کے خطبات جمعہ سننے کی اہمیت' کے موضوعات پر خطاب کیا۔ تین نومبایعین نے بھی قبول احمدیت کے واقعات سنائے۔ مکرمی امیر صاحب جرمنی نے اعلیٰ معیار حاصل کرنے پر چار طلباء کو سندات امتیاز عطا کیں۔

اختتامی اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب سے قبل مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو اعلیٰ تعلیمی معیار حاصل کرنے پر تعریفی سند عطا کی اور قلم کے تحفہ سے نوازا۔ اس آخری اجلاس کی حاضری 28004 رہی۔

جلسہ سالانہ جرمنی میں پاکستان سے تشریف لانے والے وفد نے بھی شرکت کی۔ اس کے علاوہ دو بڑے وفود میں بلغاریہ سے بھی احمدی تشریف لائے۔ جلسہ میں 29 ممالک سے نمائندگی ہوئی۔

25000 مربع میٹر پر مشتمل جلسہ گاہ کے احاطہ میں 4500 کاریں پارک کی گئیں۔ مہمانوں کے لئے 230 بیوت الخلاء اور نہانے کے لئے 72 غسلخانے مہیا کئے گئے۔ جلسہ کے ایام میں گرم پانی کی سہولت موجود رہی۔ کھانے کے خیمہ جات کا رقبہ اس دفعہ دوگنا کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے شرکاء کو انتظار نہیں کرنا پڑا۔ عمر رسیدہ افراد، کارکنان اور یورپین مزاج رکھنے والوں کے لئے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ تبشیر کے مہمان اور وی آئی پی مہمانوں کے لئے بھی علیحدہ انتظامات موجود تھے۔ معزز مہمانوں کی بڑی تعداد کو ہوٹلوں میں ٹھہرایا گیا۔

چھ ٹرکوں کے ذریعہ مسلسل سامان ضروریات شفٹ کیا جاتا رہا۔ تمام ٹرک روزانہ تین بار فرینکفورٹ جاتے رہے اور سامان لاتے رہے۔ مہمانوں کے لئے اسٹیشن سے لانے اور لے جانے کے لئے باقاعدہ ٹرانسپورٹ مہیا کی گئی۔ اسی طرح بیت السبوح سے جلسہ گاہ تک لانے کے لئے بھی سہولت موجود رہی۔

جلسہ سالانہ کی کمیٹی جس کے 127 شعبے ہیں اس میں کام کرنے والے تمام عہدیداران اور کارکنان نے بڑی محبت، محنت اور اخلاص کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق پائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

❋❋❋❋❋

بقیہ:حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا
سفر لاہور از صفحہ نمبر ۴

میں حضور کی تشریف آوری کی خبر اخبارات میں ہر طرف بجلی کی رو کی طرح پھیل گئی اور مخالفت کا وہ شور اٹھا کہ الامان۔ وہاں حضور کے لیکچر کا انتظام کیا گیا جو لاہور کے سب سے بڑے ہال میں ہوا مخالفین نے شور مچانا چاہا مگر جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب داؤدی صفت سے قرآن کریم سنانے لگے تو ہال میں ایک سناٹا چھا گیا اور چاروں طرف خاموشی چھا گئی اور لیکچر نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ فالحمد للہ۔

(الحکم 28جنوری 1935ء صفحہ4 کالم1)

اسی طرح دیگر صحابہ نے بھی حضور کے اس بابرکت سفر کو اپنی روایات میں محفوظ کیا ہے جس سے حضور علیہ السلام کی صداقت اور بھی یقینی ہو جاتی ہے کہ کس طرح مولویوں نے اپنے وعظوں، تقریروں اور لیکچروں کے ذریعے عوام الناس کو روکنے کی کوشش کی مگر خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے انہی کے لوگوں کو کھینچ کر حضور کی مجالس میں لاتا رہا اور مخالفین حسرت سے اپنی ناکامی کا منہ دیکھتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی سفر لاہور کے شروع میں 21 اگست 1904ء کو اپنی ایک تقریر میں لوگوں کو دعوتِ ایمان دیتے ہوئے فرمایا تھا:

''....مجھے دعویٰ کیے ہوئے ۲۴ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ کیا ایک مفتری کو اس قدر مہلت مل سکتی ہے؟ اگر کسی کو عقل، فہم اور موت کا ڈر ہو تو وہ براہین کے وقت کو دیکھے کہ جو پیشگوئیاں اس میں ہیں وہ کیسے پوری ہو کر رہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے اور وہ دل کے تالے نہ کھولے تو کس طرح سمجھ میں آوے۔ کوئی بتاوے تو سہی کہ جب سے دنیا ہوئی ہے کسی مفتری نے اس قسم کی پیشگوئی بھی کی ہے۔ خدا سے خوف کرنے والے کے لیے تو ایک ہی نشان کافی ہو سکتا ہے لیکن ان لوگوں نے اس قدر کثیر نشانوں سے بھی فائدہ نہ اٹھایا۔

غرض مدّعا یہ ہے کہ یہ تمام باتیں ان لوگوں کے لیے ہیں جو ہدایت قبول کرتے ہیں، نہ کہ منکروں کے لیے جن کے واسطے اللہ کا قانون اور ہے تم خدا سے پناہ مانگو کہ ان کے لیے جو قانون ہے اس میں تم کو داخل نہ کرے۔ ہمیشہ نیک دل خدا کی رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ نہ خیال کرو کہ یہ لوگ مذہب میں پکے ہیں۔ بڑے بزدل ہوتے ہیں قہرِ الٰہی کا ذرا نہیں مقابلہ کر سکتے۔ یاد رکھیں کہ یہ ایسا زمانہ ہے جس کے لیے سب نبیوں کی پیش گوئیاں ہیں اور جیسے مختلف نہریں مل کر ایک دریا بن کر بہ نکلتی ہیں اسی طرح ان پیشگوئیوں کا سیلاب بہ نکلے گا اور آدم، موسیٰ، ابراہیم وغیرہ پیغمبروں نے جو کچھ کہا وہ سب پورا ہو کر رہے گا۔ بعض رحمت کے نشان بھی ہوں گے مگر ان سے انہیں حصہ ملے گا جو عاجز، فروتن اور خائف اور تائب ہوں گے۔ اور جو منکر ہیں وہ قہری نشان سے حصہ لیں گے۔ اگرچہ یہ لوگ اس وقت انکار کو نہیں چھوڑتے اور صرف ماں باپ یا جاہل لوگوں سے سن سنا کر غلط عقائد پر اڑے ہوئے ہیں لیکن خدا تعالیٰ زبردستی سب کچھ چھڑا دے گا۔ زبردست سے لڑنا نادانی ہے۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو کب کا تباہ ہو جاتا۔''

(البدر 16 ستمبر1904ء صفحہ1 کالم1)

❋❋❋❋❋

watch MTA live
audio and video broadcast
❋❋❋
Weekly sermons in Urdu / English
❋❋❋
Questions & Answers and much much more
❋❋❋
Now you can buy Ahmadiyya Islamic Books, Audio / Video on line using Master Card or Visa
❋❋❋
Visit our official website
www.alislam.org

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS & COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

بقیہ:رپورٹ دورہ جرمنی حضور انور
از صفحہ نمبر ۱۶

انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

سہ پہر چار بجے حضور انور جلسہ سالانہ کے انتظامات کے معائنہ کے لئے جلسہ گاہ بمقام منہائم (Mannheim) روانہ ہوئے۔ بیت السبوح (فرینکفورٹ) سے جلسہ گاہ کا فاصلہ قریباً 100 کلومیٹر ہے۔ ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد پانچ بجے منہائم آمد ہوئی جہاں مکرم امیر صاحب جرمنی، مکرم زبیر خلیل خان صاحب افسر جلسہ سالانہ جرمنی اور مکرم حیدرعلی ظفر صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج جرمنی اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے انتظامات کے معائنہ کے لئے تشریف لائے اور مختلف شعبہ جات کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور لنگر خانہ میں تشریف لے گئے۔ اور کارکنان اس وقت شام کا کھانا تیار کر رہے تھے۔ حضور انور نے کھانا پکانے کے انتظامات کے تعلق میں منتظمین سے مختلف امور دریافت فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور نے سٹور کا معائنہ فرمایا جہاں مختلف اجناس اور دیگر ضروری اشیاء سٹور کی گئی تھیں۔ معائنہ کے دوران راستوں کے دونوں طرف احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد مسلسل نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہی تھی۔ ہر طرف سے اھلاً وسھلاً ومرحبا اور 'السلام علیکم حضور' کی آوازیں آ رہی تھیں۔ مختلف شعبوں کے دفاتر کے سامنے سے گزرتے ہوئے حضور انور بازار تشریف لے گئے اور بازار میں لگائے گئے سٹالز دیکھے۔

بازار کے معائنہ کے بعد حضور انور اس ایریا کے سامنے سے گزرے جو پرائیویٹ خیمہ جات کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ اس علاقہ میں بڑی تعداد میں خیمے لگے ہوئے تھے اور فیملیز اپنے خیموں سے باہر کھڑی اپنے ہاتھ ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ 'السلام علیکم حضور' اور 'اھلاً وسھلاً ومرحبا' کی آوازیں ہر طرف سے آ رہی تھیں۔ اس کے بعد حضور انور لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف لئے گئے اور لجنہ کے مختلف شعبوں کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔

جلسہ کے انتظامات کے معائنہ کے بعد حضور انور مردانہ ہال میں تشریف لائے جہاں جلسہ سالانہ کی روایت کے مطابق ناظمین اور معاونین قطاروں میں کھڑے تھے۔ حضور انور نے تمام ناظمین کو مصافحہ کا شرف بخشا اور سٹیج پر تشریف لے آئے۔ جہاں تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد حضور انور نے اپنے خطاب میں فرمایا:

''کل سے انشاء اللہ جماعت جرمنی کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ آپ لوگ جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں ان میں سے اکثریت ان میزبانوں کی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے کمربستہ ہیں اور اس غرض کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہوا ہے۔ جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو اس وقت ڈیوٹیاں دے رہے ہیں ان تک میری باتیں پہنچا دیں تا کہ وہ ان پر عمل کریں۔

حضور نے فرمایا کہ جس جذبہ کے ساتھ آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے یہ جذبہ ان دنوں میں قائم رہنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ تھکاوٹ کی وجہ سے یا کسی مہمان کی سختی کی وجہ سے آپ کے رویّہ میں کوئی تبدیلی پیدا ہو یا کمی آئے۔ حضور نے فرمایا کہ جیسے بھی حالات ہوں آپ نے مہمانوں کی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں، نہ صرف مہمان نوازی کرنی ہے بلکہ ہر تنگی، ترشی، ناروا سلوک برداشت کرنا ہے۔ خدا کرے آپ اسی جذبہ کے تحت خدمت کرنے والے ہوں اور اگر کسی مہمان کی طرف سے کوئی ناروا سلوک ہوتا ہے تو اس کو برداشت کرتے رہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جب کھانے کا وقت ہوتا ہے اور زیادہ دباؤ پڑتا ہے تو کارکنان کے منہ سے سخت کلمات نکل جاتے ہیں۔ کارکنان کو خیال رکھنا چاہئے کہ ان کے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے۔ فرمایا کہ بچے جو گند پھیلاتے ہیں اس کو کسی کوڑے والی جگہ پر ڈال دیں۔ اگر والدین تعاون نہیں کرتے تو پھر منتظم خود ہی تعاون کریں اور جو گند دیکھیں فوراً اٹھائیں اور ڈسٹ بن میں ڈال دیں۔ خواہ منتظمین کی ڈیوٹی صفائی پر نہ بھی ہو تو بھی اس خدمت کو سعادت سمجھیں۔

حضور نے فرمایا کہ جلسہ کے دوران شعبہ تربیت والے تلقین کرتے رہیں کہ جلسہ سنیں، باہر نہ پھریں اور جو لوگ بات نہیں مانتے ان کا نام نوٹ کریں اور پھر بالا نظام تک پہنچائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ کے دوران عورتوں کی جلسہ گاہ میں بچے شور مچاتے ہیں۔ اس دفعہ مَیں نے دیکھا ہے اچھا انتظام ہے۔ بچوں والی خواتین کے لئے پیچھے جگہ بنائی گئی ہے لیکن اس کے باوجود سٹیج پر آواز آ رہی ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ایسی مائیں جن کے بچے چپ نہیں رہ سکتے ان کو مارکی میں پیچھے جو جگہ متعین کی گئی ہے وہاں بٹھا دیں تا کہ بچوں کے شور سے دوسرے ڈسٹرب نہ ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ پھر بازار ہیں، جلسے کی کارروائی کے دوران کسی بھی قسم کی کوئی دوکان کھلی نہیں رہنی چاہئے۔ ضرورت کی چیزیں جماعتی نظام کے تحت مہیا ہو جائیں گی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ جن کارکنان کی ڈیوٹی نہیں وہ مارکی میں آ کر وقت پر نمازیں پڑھیں۔ جن کی ڈیوٹیاں ہیں وہ اپنی اپنی جگہ پر نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کریں۔ جلسے کی وجہ سے کسی کی کوئی نماز ضائع نہیں ہونی چاہئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ روحانی مائدہ حاصل کرنے کے لئے اکٹھے ہوں اور نمازیں نہ پڑھیں۔ فرمایا کہ ناظمین نوٹ کر لیں کہ ان کا کوئی معاون ایسا نہ ہو جو نمازیں ادا نہ کر رہا ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ آخر پر خصوصی ہتھیار جو دعا کا ہے اس کی طرف توجہ دلا کر اپنے خطاب کو ختم کرتا ہوں۔ فرمایا: ہر وقت دعا کرتے رہیں۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ یہ جلسہ بابرکت فرمائے۔ آمین

خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور جلسہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

شام 7:30 بجے حضور انور نے ان تمام خدام کو جنہوں نے جلسہ گاہ کی تیاری اور انتظامات کے سلسلہ میں مسلسل کئی روز دن رات کام کیا ہے شرف مصافحہ بخشا۔ ان خدام کی تعداد یکصد کے قریب تھی۔

اس کے بعد حضور انور کھانے کی مارکی میں تشریف لائے جہاں جلسہ سالانہ کے کارکنان کے ساتھ رات کے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کارکنان کے علاوہ اس تقریب میں دوسرے ممالک سے آنے والے مہمان بھی مدعو تھے۔ حضور انور نے سب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور آخر پر دعا کروائی۔

8:50 پر حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

❁❁❁❁❁

بقیہ:الفارابی از صفحہ نمبر ۱۰

اوّلھا والی اخرھا: اس کا قلمی نسخہ H. Ritter کو کتب خانہ ''آیا صوفیا'' میں ملا تھا۔ یہ نسخہ Plato Arabus کے نام سے لندن میں شائع ہوا۔

فارابی نے ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب لکھی تھیں، لیکن یہ کتابیں ہم تک نہیں پہنچیں اور صرف ان کے نام صوان الحکمۃ میں اور ابن القِفطی، ابن ابی اُصَیبَعہ اور ابن ابی خلّکان کی تصانیف میں ملتے ہیں۔

فارابی کو، جو اسلامی فلسفے کے سب سے پہلے فلسفی تھے، نہ صرف مغرب کی علمی دنیا میں بلکہ مشرق میں بھی وہ شہرت نہیں ملی جو اس کے معنوی شاگرد ابن سینا اور ابن رشد کو حاصل ہے۔ مثال کے طور پر اس بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرون وسطیٰ میں ابن سینا نے فارابی کی تصانیف سے ماخوذ اقتباسات کو اپنے واضح اور منظّم اسلوب اور ترتیب سے بیان کیا تو وہ خود مشہور ہو گیا لیکن فارابی کا نام روشن نہ ہو سکا۔ Dieterici پہلا مستشرق ہے جس نے گزشتہ صدی کے آخر میں فارابی کی بیشتر تصانیف کے ان سب اجزاء کو جو مخطوطات کی شکل میں یورپ کے کتب خانوں میں موجود تھے ایک ایک کر کے جمع کیا اور انہیں دو رسالوں کی شکل میں نشر کیا۔ اس کے بعد مصر، ترکی اور ہندوستان میں بھی فارابی کی تصانیف طبع ہونے لگیں، لیکن افسوس! فارابی کی جن تصانیف کا ذکر اس کے حالات زندگی میں ملتا ہے، آج ان میں سے بہت ہی کم دستیاب ہیں۔ اگرچہ آپ کی بہت سی کتب مفقود ہو چکی ہیں لیکن اب تک 117 کتب ملی ہیں جن میں سے 43 منطق پر ہیں، 11 ما بعد الطبیعیات پر، 7 اخلاقیات پر، 7 سیاسیات پر، 17 موسیقی، طب اور عمرانیات پر ہیں اور 11 تصانیف مختلف قسم کی تشریحات پر مشتمل ہیں۔

آپ ساری عمر مجرد رہے اور 950ء میں دمشق میں 80 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کو دمشق اور حلب کے درمیان ڈاکوؤں نے حملہ کر کے قتل کر ڈالا تھا۔

آپ ایک عظیم الشان مسلمان فلاسفر تھے جن کے علوم کو اس قدر پذیرائی نہ ملی جتنی کہ ان کا حق تھا۔ خاص کر مغرب میں تو آج شاید ایسے بہت ہی کم ہوں گے جو آپ کے نام سے بھی واقف ہوں گے۔ ہمیں اپنے ان عظیم لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے جن کے علوم پر آج اہل مشرق کی ترقیات کی بنیاد ہے۔

❁❁❁❁❁

Jalebe

محبت کا عجیب انداز

ماسٹر صوفی نذیر احمد صاحب رحمانی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ جمعرات کے دن میں نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو دیکھا کہ آپ مسجد اقصیٰ کے پرانے حصہ کے ایک ستون سے بازو کا سہارا لئے کافی دیر تک اشکبار رہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی گہرے درد سے آنسو خود بخود بے اختیاری کے عالم میں گرتے جا رہے ہیں۔ دوسرے روز جمعہ کے دن حضرت مولوی صاحب نے خود ہی اپنے اس طرح رونے کی وجہ بیان فرمائی کہ ایک دفعہ میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اسی ستون کے ساتھ ٹیک لگائے دیکھا تھا۔ اس زمانہ کی یاد نے تڑپا دیا اور ضبط نہ کر سکا۔ اس لئے آبدیدہ ہو گیا۔

(سیرۃ مولانا شیر علی صفحہ ۱۳۳)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

”الفضل ڈائجسٹ“ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

آنحضرت ﷺ بحیثیت ایک شفیق باپ

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 29؍مارچ 2004ء میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے حوالہ سے آپؐ کے ایک شفیق باپ ہونے پر روشنی ڈالی ہے۔

آپؐ کی بعثت اس دَور میں ہوئی جب ہر قسم کے انسانی حقوق پامال کئے جارہے تھے۔ اگر کچھ بچے افلاس کی وجہ سے پیدائش سے قبل ہی قتل کردیئے جاتے تھے تو بعض قبائل میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا۔ آپؐ نے اولاد کے عزت کے ساتھ زندہ رہنے کا حق قائم کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ”اپنی اولاد کی بھی عزت کیا کرو اور ان کی عمدہ تربیت کرو“۔ نیز فرمایا کہ ”والد کا اولاد کے لئے حسن تربیت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں ہوسکتا“۔

آپؐ نے کبھی تربیت کی خاطر بچوں کو سزا نہیں دی۔ بلکہ محبت اور دعا کے ذریعہ ہی ان کی تربیت کی۔ قرآنی ہدایت کے مطابق اولاد کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کی دعا بھی کرتے تھے اور دلی محبت کے جوش سے ان کی تربیت فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ اپنے بچوں کو پیار سے چوم رہے تھے کہ ایک بدوی سردار نے کہا میرے دس بچے ہیں میں نے تو کبھی کسی کو نہیں چوما۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہو تو میں کیا کرسکتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک صحابی نے اپنے بیٹے کو کوئی قیمتی تحفہ دیا اور رسول کریمؐ کو اس پر گواہ بنانے کے لئے حاضر ہوا۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا سب بچوں کو ایسا ہی ھبہ کیا ہے۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا پھر ظلم کی اس بات پر میں گواہ نہیں بن سکتا۔ یوں آپؐ نے عدل فی الاولاد کا سبق دیا۔

رسول کریمؐ کی زندہ رہنے والی اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں جو بالترتیب حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ہیں۔ حضرت خدیجہؓ سے بیٹے بھی ہوئے جن کے نام قاسم، طاہر، طیب، عبداللہ ہیں۔ صاحبزادہ قاسم کی نسبت سے آپؐ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے صاحبزادہ ابراہیمؓ پیدا ہوئے۔ رسول کریم ﷺ نے تمام اولاد کی پرورش اور اعلیٰ تربیت کے حق ادا کئے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت زینبؓ نے اپنی والدہ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔

حضرت زینبؓ کی شادی مکہ ہی میں حضورؐ کے دعویٰ سے قبل حضرت خدیجہؓ کے بھانجے ابوالعاص سے ہوگئی تھی اس لئے حضرت زینبؓ مدینہ ہجرت نہ کرسکیں۔ غزوۂ بدر میں ابوالعاص کفار مکہ کی طرف سے شامل ہوکر قید ہوئے تو حضرت زینبؓ نے حضرت خدیجہؓ کا اپنی شادی پر تحفے میں ملنے والا ہار فدیہ کے طور پر بھجوایا جسے دیکھ کر آپؐ کا دل بھر آیا اور آپؐ کی خواہش پر ابوالعاص کو فدیہ لئے بغیر اس شرط پر قید سے آزاد کردیا گیا کہ وہ حضرت زینبؓ کو مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت دیدیں گے۔ ابوالعاص نے تو حضرت زینبؓ کو مدینے جانے کی اجازت دیدی لیکن کفار مکہ کو پتہ چلا تو انہوں نے تعاقب کیا اور ایک مشرک ھبار بن اسود نے حضرت زینبؓ کی اونٹنی پر حملہ کرکے انہیں نیچے گرا دیا جس سے ان کا حمل ساقط ہوگیا۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے حضرت زیدؓ کو اپنی ایک خاص انگوٹھی نشانی کے طور پر دے کر مکہ بھجوایا۔ حضرت زیدؓ نے چرواہے کے ذریعے وہ انگوٹھی حضرت زینبؓ تک پہنچادی اور اسی رات حضرت زینبؓ حضرت زیدؓ کی معیت میں اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ آئیں۔ ان کے مدینہ پہنچنے پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا میری اس بیٹی نے میری وجہ سے بہت دکھ اٹھائے ہیں یہ باقی بیٹیوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

ہجرت مدینہ کے بعد نبی کریمؐ نے صاحبزادی ام کلثومؓ کو مدینہ بلوانے کیلئے حضرت زید بن حارثہؓ اور ابورافعؓ کو دو اونٹ اور پانچ صد درہم دے کر مکہ بھجوایا جو حضورؐ کی صاحبزادی کو مدینہ لے آئے۔

نبی کریم ﷺ اپنی بیٹی کے ساتھ اپنے داماد ابولعاص کے حسن سلوک کی تعریف فرماتے تھے کہ اس نے وعدہ کے مطابق میری بیٹی کو میرے پاس مدینہ بھجوادیا۔ اسی زمانہ میں جب شام سے واپسی پر ابوالعاص کے تجارتی قافلہ پر مسلمانوں کے دستے نے حملہ کرکے ان کے مال پر قبضہ کرلیا تو انہوں نے مدینہ آکر حضرت زینبؓ سے پناہ چاہی۔ ہرچند کہ ابوالعاص کے حالت شرک پر قائم رہنے کی وجہ سے حضرت زینبؓ سے جدائی ہوچکی تھی لیکن ان کے احسانات کے عوض حضرت زینبؓ نے ان کی امان کا اعلان کردیا۔ رسول کریمؐ نے (جنہوں نے کبھی کسی مسلمان عورت کی امان رد نہیں فرمائی) حضرت زینبؓ کی امان نہ صرف قبول فرمائی بلکہ ابوالعاص کا سارا مال بھی انہیں واپس کردیا۔ اس احسان کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوالعاص نے مکہ جاکر قریش کی امانتیں واپس کیں اور مسلمان ہونے کا اعلان کرکے مدینہ آگئے۔

نبی کریمؐ نے ابوالعاص بن ربیع کے اسلام قبول کرنے پر حضرت زینبؓ کو چھ سال بعد سابقہ نکاح پر ہی اُن کے عقد میں دیدیا۔

دوسری صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا نکاح نبی کریمؐ نے اپنے بہت عزیز صحابی حضرت عثمانؓ بن عفانؓ سے فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ عثمانؓ کا خاص خیال رکھنا وہ اپنے اخلاق میں دیگر اصحاب کی نسبت میرے زیادہ مشابہ ہیں۔ نبی کریمؐ نے اپنی ایک لونڈی ام عیاش کو بطور خادمہ حضرت رقیہؓ کی شادی کے وقت گھریلو کام کاج میں مدد کیلئے ساتھ بھجوادیا۔

غزوہ بدر کے موقع پر رقیہؓ بیمار ہوگئیں تو نبی کریمؐ نے حضرت عثمانؓ کو اُن کی تیمارداری کے لئے مدینہ رہنے کی ہدایت فرمائی اور بدر میں فتح کے بعد مال غنیمت سے اُن کا حصہ بھی نکالا۔

حضرت رقیہؓ کی وفات 2ھ میں ہوئی۔ حضورؐ کو ان کی وفات کا بہت صدمہ تھا اور آپؐ ان کی قبر کے پاس بیٹھے آنسو بہا رہے تھے۔ رسول کریمؐ اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کو لے کر بھی حضرت رقیہؓ کی قبر پر آئے تو فاطمہؓ قبر کے پاس رسول کریمؐ کے پہلو میں بیٹھ کر رونے لگیں۔ رسول اللہؐ دلاسا دیتے ہوئے اپنے دامن سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

صاحبزادی رقیہؓ کی وفات پر رسول اللہؐ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ بھی حضرت عثمانؓ سے بیاہ دی۔ پھر تیسرے دن آپؐ اُم کلثومؓ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپؐ نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ عرض کی بہترین شوہر۔ آپؐ نے فرمایا: بے شک تمارے شوہر لوگوں میں سب سے زیادہ تمہارے جد امجد ابراہیمؑ اور تمہارے باپ محمدؐ سے مماثلت رکھتے ہیں۔

حضرت زینبؓ کی وفات 8ھ میں ہوئی۔ نبی کریمؐ نے خواتین کو ان کے غسل اور تجہیز و تکفین کے لئے خود ہدایات فرمائیں۔ اپنا تہہ بند دیا اور فرمایا کہ یہ چادر اُن کو بطور زیرجامہ پہناؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنانا۔ نیز فرمایا کہ اسے دائیں پہلو سے اور وضو کی جگہوں سے غسل شروع کرنا۔

حضرت زینبؓ کی وفات پر حضورؐ ان کی قبر میں اترے آپؐ غم زدہ تھے۔ جب حضورؐ قبر سے باہر نکلے تو غم کا بوجھ کچھ ہلکا تھا۔ فرمایا میں نے زینبؓ کی کمزوری کو یاد کرکے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! اس کی قبر کی تنگی اور غم کو ہلکا کردے، تو اللہ نے میری دعا قبول کرلی اور اس کیلئے آسانی پیدا کردی۔

حضرت ام کلثومؓ 9ھ میں فوت ہوئیں حضورؐ نے تہہ بند، قمیص، اوڑھنی اور اوپر کا کپڑا عطا فرمایا۔ غسل کے وقت رسول کریمؐ دروازہ کے پاس کھڑے تھے۔ آپؐ کے پاس سارے کپڑے تھے اور آپؐ باری باری پکڑا رہے تھے۔ پھر آپؐ نے جنازہ پڑھایا اور قبر کے کنارے تشریف فرما ہوکر تدفین کروائی۔ جب لحد تیار ہوگئی تو نبی کریمؐ قبر بنانے والوں کو مٹی کے ڈھیلے اٹھا کر دیتے تھے اور فرماتے تھے ان سے اینٹوں کی درمیانی درزیں بند کرو۔ پھر فرمانے لگے کہ مُردے کے لئے ایسا کرنے کی کوئی ضرورت تو نہیں لیکن اس سے زندہ لوگوں کے دل کو ایک اطمینان ضرور حاصل ہوجاتا ہے۔

حضرت فاطمہؓ جب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو حضورؐ کھڑے ہوجاتے تھے، محبت سے ان کا ہاتھ لیتے اور اسے بوسہ دیتے اور اپنے پاس بٹھاتے اور جب آنحضورؐ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی احترام میں کھڑی ہوجاتیں آپ کا ہاتھ تھام کر اسے بوسہ دیتیں اور اپنے ساتھ حضورؐ کو بٹھاتیں۔ نبی کریمؐ فرماتے تھے کہ فاطمہؓ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ گھر کی ضرورت کے لئے خادم مانگنے آئیں۔ نبی کریمؐ گھر پر نہیں تھے۔ جب تشریف لائے اور پتہ چلا کہ فاطمہؓ آئی تھیں تو سردی کے موسم میں اسی وقت حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم بستر میں جاچکے تھے۔ آپؐ فرمانے لگے کہ جو خادم آئے تھے وہ تو زیادہ ضرورت مندوں میں تقسیم ہوچکے ہیں۔ پھر تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ تم لوگ جب سونے لگو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور الحمدللہ کا ورد کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے اس سے کہیں بہتر ہے جو تم نے مانگا ہے۔

نبی کریمؐ کو اپنی اولاد کی تربیت کا اتنا خیال تھا کہ ایک دفعہ تہجد کے وقت حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کو سوتے پایا تو جگا کر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟ حضرت علیؓ نے نیند کے غالب آنے کا عذر کیا تو آنحضورؐ نے سورۃ کہف کی وہ آیت پڑھی جس کا مطلب ہے کہ انسان بہت بحث کرنے والا ہے۔ اسی طرح نبی کریمؐ چھ ماہ تک باقاعدہ حضرت فاطمہؓ کے گھر کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں صبح نماز کے لئے جگاتے اور فرماتے تھے کہ اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تمہیں مکمل طور پر پاک وصاف کرنا چاہتا ہے۔

اپنی بیٹیوں کے بچوں سے بھی حضورؐ کو بہت محبت تھی۔ ایک بار آنحضرت ﷺ نماز پڑھانے تشریف لائے تو آپؐ کی نواسی امامہ بنت ابی العاص آپ کے کندھے پر تھی۔ نماز شروع ہوئی تو وہ بچی حضورؐ کے کندھے پر ہی تھی۔ رکوع میں جاتے وقت حضورؐ نے انہیں کندھے سے اتار کر نیچے بٹھادیا۔ رکوع اور سجدہ سے فارغ ہوکر دوبارہ اٹھا کر اسے کندھے پر بٹھالیا۔ نماز کی ہر رکعت میں ایسے ہی کیا۔

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۳؍فروری ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

آیا مرا مسیح تو کیا لایا انقلاب؟
تقدیرِ کُل جہاں کے ستارے بدل گئے
اہل زمیں کے کیوں نہ بدلتے بھلا قلوب!
جب چشمِ آسماں کے اشارے بدل گئے
جن کی جبیں تھی فرش پر پہنچے ہیں عرش پر
آ دیکھ! کس طرح سے وہ سارے بدل گئے

ایک بار حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر سوار کر کے آپؐ فرما رہے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

ایک دفعہ رسول کریمؐ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسنؓ اور حسینؓ آگئے۔ وہ چلتے ہوئے ٹھوکریں کھا رہے تھے۔ رسول کریمؐ منبر سے اتر آئے اور ان کو اٹھالیا، اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا اللہ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے فتنہ ہے۔ میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور گرتے دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں اپنی بات روک کر ان کو اٹھالایا۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں لیٹا ہوا تھا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے پینے کے لئے کچھ مانگا۔ حضورؐ اٹھے، ہمارے گھر میں ایک بکری تھی جس کا دودھ دوہا جاچکا تھا۔ آپؐ اس کا دودھ دوہنے لگے تو دوبارہ بکری کو دودھ اتر آیا۔ حسنؓ حضورؐ کے پاس آئے تو حضورؐ نے ان کو پیچھے ہٹادیا اور اُن کی بجائے حسینؓ کو دودھ دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ یہ آپ کو زیادہ پیارا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ پہلے اس نے مانگا ہے۔

دوسری روایت میں ذکر ہے کہ حسنؓ نے پہلے مانگا اور حسینؓ پہلے لینے کی ضد کرتے ہوئے رونے لگے تو نبی کریمؐ نے پہلے حسنؓ کو دیا اور حضرت فاطمہؓ کے سوال پر کہ یہ آپ کو زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا: دونوں میرے لئے برابر ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نماز پڑھتے ہوئے جب سجدہ میں جاتے تھے تو بعض دفعہ حضرت حسنؓ آپؐ کی گردن یا پشت پر چڑھ جاتے۔ حضورؐ بہت نرمی سے پکڑ کر ان کو اتارتے تاکہ گریں نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ حضرت حسنؓ کے ساتھ آپؐ جس طرح محبت سے پیش آتے ہیں ایسا سلوک کسی اَور کے ساتھ نہیں کرتے۔ فرمایا یہ دنیا میں میری خوشبو ہے۔ میرا یہ بیٹا سردار ہے جو دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضورؐ سجدہ کی حالت میں تھے کہ حسنؓ پشت پر آکر بیٹھ گئے آپؐ نے اُن کو نہیں اتارا اور سجدہ میں رہے یہاں تک کہ وہ خود اُترے۔

حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو فرزند عطا فرمایا تو اس کا نام آپؐ نے اپنے جدامجد ابراہیمؑ کے نام پر رکھا۔ اس بچے کو پرورش کے لئے امّ سیف کے سپرد کیا گیا۔ نبی کریمؐ ان کے گھر گاہے بگاہے بچے سے ملاقات کرنے اور حال دریافت کرنے تشریف لے جاتے تھے۔ ابراہیمؓ کو اپنی گود میں لے کر پیار کرتے۔ اُسے چومتے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔ کم سنی میں اس بچے میں اعلیٰ صلاحیتوں کے جوہر دیکھ کر آپؐ خوش ہوتے تھے۔ رسول اللہؐ کا یہ جگر گوشہ 16 ماہ کی عمر میں اللہ کو پیارا ہوگیا۔ اس کی وفات پر اس کی خداداد صلاحیتوں کے بارہ میں فرمایا کہ ”اگر ابراہیم زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا“۔ اس پیارے بیٹے کی جدائی پر آپؐ نے کمال شان صبر دکھائی۔ آپؐ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ کسی نے عرض کیا حضورؐ آپ بھی روتے ہیں۔ فرمایا یہ تو اولاد سے محبت کا جذبہ ہے کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے دل غمگین ہے مگر ہم کوئی ایسی بات نہیں کہیں گے جس سے ہمارا ربّ ناراض ہو اور اے ابراہیم سچی بات تو یہ ہے کہ تیری جدائی پر ہم بہت غمگین ہیں۔

اتفاق سے اُس وقت سورج گرہن بھی ہوا۔ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ ابراہیم کی وفات کی وجہ سے گہنایا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ چاند اور سورج اللہ کے نشانات میں سے ہیں۔ کسی کی موت یا پیدائش پر ان کو گرہن نہیں لگا کرتا۔ البتہ اس نشان کو دیکھ اللہ سے ڈرتے ہوئے صدقہ وغیرہ دینا چاہئے۔

حضرت مہر حامد علی صاحبؓ اور حضرت مہر قطب الدین صاحبؓ

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 25/مارچ 2004ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب نے ایک ایسے والد اور بیٹے کا ذکر خیر کیا ہے جنہیں ابتداء میں ہی حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت مہر حامد علی صاحب قادیان کے ارائیوں میں سے ایمان لانے والے اولین بزرگوں میں سے تھے۔ آپ کے والد کا نام محکم الدین ارائیں تھا۔ آپ نے 31/مئی 1898ء کو قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ آپؓ مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ آپ کے حالات زندگی کے متعلق زیادہ علم نہیں صرف آپ کے آخری عمر میں بیمار ہونے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا آپ کے گھر بغرض عیادت تین بار جانے کا ذکر محفوظ ہے۔ جب تیسرے دن تشریف لائے تو پندرہ منٹ تک پاس بیٹھے رہے اور فرمایا تم گھبراؤ نہیں جس جگہ تم جا رہے ہو ہم بھی وہیں آئیں گے۔ اس کے بعد آپؓ اسی دن دو بجے کے قریب فوت ہوگئے۔ حضرت اقدسؑ کو اطلاع دی گئی تو حضورؑ نے فرمایا کہ ان کا جنازہ تیار کر کے مدرسہ کے صحن میں لایا جائے اور ہمیں اطلاع دی جائے ان کا جنازہ ہم خود پڑھائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جنازہ پڑھوانے کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ یہ ہمارے پرانے مخلص اور جماعت کی مدد کرنے والے شخص تھے۔ پھر ان کو عیدگاہ والے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ بعد میں حضورؑ ان کے بڑے بیٹے میاں مہر الدین صاحبؓ کے ساتھ اسی محبت اور پیار سے پیش آتے جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے سے۔

حضرت مہر حامد علی صاحبؓ نہایت غریب مزاج تھے۔ چونکہ ان دنوں مہمان خانہ چھوٹا سا تھا اسلئے بعض دفعہ مہمان آپؓ کے مکان میں بھی ٹھہر جایا کرتے تھے۔ آپؓ کے تینوں بیٹوں کو بھی اصحاب احمدؑ میں شامل ہونے کا شرف حاصل تھا۔ یعنی حضرت میاں مہر الدین صاحبؓ، حضرت فیروز الدین صاحبؓ اور حضرت مہر قطب الدین صاحبؓ۔

پہلے دو بیٹوں کے حالات تو محفوظ نہیں۔ حضرت فیروزالدین صاحب نے جوانی میں ہی وفات پائی۔ حضرت مہر الدین صاحب نے 14/جولائی 1918ء کو بعارضہ ٹائیفائیڈ وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔ آپ نے وفات سے چند دن پہلے ہی وصیت کا سارا چندہ ادا کر دیا تھا۔ آپ کے تین بیٹے تھے جن میں سے مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی درویشان قادیان میں سے تھے جو 4/دسمبر 1906ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور نومبر 1929ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے مدرس متعین ہوئے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر ہونے کے علاوہ نظارت دعوت الی اللہ میں بطور نائب ناظر اور ناظر تالیف و تصنیف کی خدمت کی بھی توفیق پائی۔ آپ کو تفسیر قرآن، علم حدیث، احمدیہ لٹریچر اور مذہب عیسائیت اور عقائد مبایعین کے بارہ میں دسترس حاصل تھی۔ احمدیہ لٹریچر میں آپ کے تصنیف کردہ رسائل سے قابل قدر اضافہ ہوا۔ 27/دسمبر 1978ء کو ایک لمبی علالت کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات پر ”اخبار البدر“ نے لکھا: ”اس دورِ درویشی میں حضرت عبد الرحمٰن صاحب (امیر مقامی وناظر اعلیٰ) کے بعد ہندوستان کی جماعت احمدیہ سب سے بلندپایہ علم دین سے محروم ہوگئی ہے۔“

حضرت مہر حامد علی صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے حضرت مہر قطب الدین صاحب تھے جو 1882ء میں قادیان پیدا ہوئے اور 1894ء میں بیعت کی سعادت پائی۔ قادیان میں اپنی زرعی زمین پر زمیندارہ کام کرتے تھے۔ آپؓ کے دو بیٹے تھے۔

قادیان میں ایک مرتبہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دعوت طعام دی جو حضورؓ نے ازراہ شفقت دعوت قبول فرمائی۔

1947ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔ 1966ء میں مجلس شوریٰ میں بطور صحابی شمولیت کا اعزاز ملا۔ اسی حیثیت میں مجلس انتخاب خلافت کمیٹی کے بھی ممبر تھے۔ آپؓ بہت مخلص، دعاگو اور صاحب رؤیا بزرگ تھے۔ 15/اپریل 1967ء کو بعمر 85 سال ربوہ میں وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اگلے روز نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ کو کندھا بھی دیا۔ بعدہٗ بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ صحابہؓ میں تدفین عمل میں آئی۔

مکرمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۵/اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرمہ امۃ اللطیف زیروی صاحبہ اپنی والدہ محترمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ اہلیہ حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

آپ ۳۱/جنوری ۱۹۹۹ء کو کیلگری (کینیڈا) میں وفات پاگئیں۔ آپ مئی ۱۹۲۰ء کو قادیان میں محترم منشی چراغ دین صاحب اور حضرت سارہ بیگم صاحبہؓ بنت حضرت میاں جمال الدین سیکھوانیؓ کے ہاں پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت سارہ بیگمؓ ان صحابیات میں سے تھیں جنہوں نے ”لوائے احمدیت“ کے لئے سوت کاتا تھا۔

ابتدائی تعلیم قادیان کے دینی ماحول میں حاصل کی اور آغاز ہی سے سلسلہ کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوگئیں۔ آٹھویں جماعت کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی جاری فرمودہ دینیات کلاس کی پہلی فصل میں شامل ہوئیں اور اعزاز کے ساتھ کورس مکمل کیا۔ حضرت اماں جانؓ نے کامیابی پر آپ کو میڈل عطا فرمایا۔

اکتوبر ۱۹۴۲ء میں آپ کا نکاح حضرت مصلح موعودؓ نے محترم ملک سیف الرحمان صاحب مفتی سلسلہ سے پڑھایا۔ شادی کے بعد تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ ابا جان سے بھی حدیث، عربی اور قواعد صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی اور میٹرک بھی کرلیا۔ پھر قریباً 18 سال ماہنامہ ”مصباح“ کی مدیرہ رہیں، فضل عمر ماڈل سکول میں دینیات اور عربی کی ٹیچر رہیں، ہمیشہ سلسلہ کے کاموں میں مشغول رہیں۔ آٹھ بچوں کی پرورش بھی کی۔

۱۹۴۹ء میں ہم ربوہ منتقل ہوگئے اور آغاز خیموں میں قیام سے ہوا۔ پھر کچے مکان بنے۔ طبیعت کی بے حد سادہ تھیں۔ میں 1960ء میں میٹرک کے بعد لاہور مزید تعلیم کے لئے چلی گئی تھی۔ اس وقت واقفین زندگی کے حالات بہت مشکل تھے۔ بمشکل گزارہ ہوتا تھا۔ عموماً دو جوڑے کپڑوں کے ہوتے، ایک سکول کے لئے اور ایک گھر کے لئے۔

خلافت سے انہیں والہانہ عشق تھا۔ حضورؒ بھی ان سے بہت شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ ۷/فروری ۱۹۹۹ء کی اردو کلاس میں حضورؒ نے ان کا بہت ہی پیارے رنگ میں ذکر فرمایا: میری امی سے ان کا بڑا تعلق تھا۔ امی ان کو میرے لئے دعا کے لئے بھی کہا کرتی تھیں۔ کہتی ہیں میں تمہی سے دعا کرتی رہی ہوں۔ خلافت سے ان کو عشق تھا۔ قادیان میں ان ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملنے گئیں۔ آپؓ نے فرمایا۔ شوکت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم لندن میں کھڑی ہو کر برقعہ پہن کر تقریر کروگی۔ اس وقت قادیان میں لندن کا وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ 31 سال بعد خدا کی تقدیر حرکت میں آئی۔ 1977ء میں لندن گئیں تو پورے یوکے میں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۴/مارچ ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی ایک غزل سے انتخاب پیش ہے:

انا کو مارنے کا جب ارادہ کرلیا مَیں نے
تو فہم ذات کو صیقل زیادہ کر لیا مَیں نے
وفا کا لفظ اُن کے لب سے کچھ اس شان سے نکلا
کہ حرز جان پھر یہ حرف سادہ کرلیا مَیں نے
جھکاؤ دیکھ کر دنیا کی جانب سب یہی سمجھے
قطع ان سے تعلق ہی مبادا کر لیا مَیں نے
جگر کے خون کے دھارے مری آنکھوں سے بہہ نکلے
لہو سے اپنے ہی رنگیں لبادہ کرلیا مَیں نے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday September 03, 2004 | Issue No. 36

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورۂ یورپ کی بعض جھلکیاں

جماعت جرمنی کے مرکز بیت السبوح میں احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے حضور انور کا استقبال کیا۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے انتظامات کا معائنہ اور رضا کاران جلسہ سے خطاب

(رپورٹ: عبدالماجد طاہرؔ۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

۱۶/اگست بروز پیر:

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے چار ممالک جرمنی، سوئٹزرلینڈ، بلجیم اور ہالینڈ کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے صبح گیارہ بج کر بیس منٹ پر اپنی رہائشگاہ واقع احاطہ مسجد فضل لندن سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے صبح ہی سے احباب جماعت مردوخواتین کی ایک بڑی تعداد مسجد فضل، لندن کے احاطہ میں جمع تھی۔ حضور انور نے سب احباب کو ہاتھ ہلا کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ مکرم مرزا عبدالحق صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے حضور انور ایدہ اللہ سے شرف معانقہ حاصل کیا۔

11:25 پر حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد قافلہ برطانیہ کی بندرگاہ Dover کے لئے روانہ ہوا۔ لندن سے ڈوور 109 میل کے فاصلہ پر ہے اور قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد ایک بج کر بیس منٹ پر ڈوور پہنچے۔ مکرم امیر صاحب یوکے اور بعض جماعتی عہدیداران حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ آئے تھے۔ حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے اور کچھ دیر کے لئے اپنے خدام کے ساتھ گفتگو فرماتے رہے۔ یہاں سے روانگی سے قبل حضور نے ان تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ 1:30 بجے امیگریشن کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد فیری SeaCat میں سوار ہوئے جو اپنے وقت پر دو بجے فرانس کی بندرگاہ Calais کے لئے روانہ ہوئی۔ (Sea Cat تمام بحری جہازوں (Ferries) کی نسبت زیادہ تیز رفتاری سے چلنے والا چھوٹا بحری جہاز ہے۔) پچاس منٹ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق تین بج کر پچاس منٹ پر کیلے (Calais) پہنچے۔ کیلے پورٹ کے ٹاور میں بجلی کا نظام فیل ہو جانے کی وجہ سے یہ فیری قریباً ڈیڑھ گھنٹہ پورٹ پر رکی رہی۔ بجلی کے نظام کی بحالی کے بعد پانچ بج کر بیس منٹ پر فیری کے گیٹ کھولے گئے اور یہ گاڑیاں فیری سے باہر آئیں۔ پورٹ پر مکرم امیر صاحب فرانس اور امیر صاحب بلجیم نے اپنی مجالس عاملہ کے بعض ممبران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ MTA فرانس کی ٹیم نے ان تمام لمحات کی ریکارڈنگ کی۔

اس کے بعد قافلہ برسلز (بلجیم) کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں کیلے سے 25 کلومیٹر پر جماعت احمدیہ فرانس نے Dunkerk نامی علاقہ میں ایک جھیل کے کنارے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ پونے چھ بجے کے قریب قافلہ یہاں پہنچا۔ جہاں حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ جس کے بعد کھانا تناول فرمایا۔ یہاں سے برسلز کے لئے روانگی سے قبل حضور انور نے جماعت فرانس کے ان تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا جو حضور انور کے استقبال اور مختلف انتظامات کے لئے یہاں آئے تھے۔

سات بجے یہاں سے برسلز کے لئے روانگی ہوئی۔ 8:30 بجے حضور انور برسلز کے مشن ہاؤس ’’بیت السلام‘‘ پہنچے۔ یہاں برسلز جماعت کے احباب مردوخواتین حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ احباب نے نعرے لگا کر حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا، بچوں سے پیار کیا۔ حضور انور خواتین کی طرف بھی تشریف لے گئے اور انہوں نے شرف زیارت حاصل کیا۔ 9:30 بجے حضور انور نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

۱۷/اگست بروز منگل:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ نے ’’بیت السلام‘‘ مشن ہاؤس برسلز میں نماز فجر پڑھائی۔ ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر برسلز سے فرینکفورٹ (جرمنی) کے لئے روانگی تھی۔ حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے برسلز جماعت کے احباب مشن ہاؤس میں صبح سے ہی جمع تھے۔ 11:30 بجے حضور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور تمام احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور دعا کروائی۔ 11:35 پر برسلز مشن ہاؤس سے فرینکفورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ مکرم حامد محمود شاہ صاحب امیر جماعت بلجیم، مکرم نصیر احمد صاحب شاہد، مبلغ انچارج بلجیم اور چند خدام پر مشتمل بلجیم جماعت کی دو گاڑیاں قافلہ کی چھ گاڑیوں کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ ان دونوں گاڑیوں کی مشایعت بلجیم اور جرمنی کے بارڈر آخن (Aachan) تک تھی۔ ایک بجے کے قریب بارڈر کراس کیا گیا۔

امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے مبلغ انچارج جرمنی، نیشنل جنرل سیکرٹری صاحب، صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور دیگر جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ 1:35 بجے حضور انور نے جماعت آخن کے نماز سنٹر میں تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ آخن جماعت کے مردوخواتین نے حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں۔ اردگرد کی جماعتوں کے بعض احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ آخن شہر میں مکرم صدیق ڈوگر صاحب نے اپنے گھر پر حضور انور اور وفد کے تمام ممبران کا دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور صدیق ڈوگر صاحب کے گھر تشریف لے گئے اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

3:30 بجے فرینکفورٹ روانگی کے لئے حضور انور گھر سے باہر تشریف لائے تو بلجیم سے ساتھ آنے والے وفد کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد بلجیم سے آنے والی دونوں گاڑیاں واپس روانہ ہو گئیں۔ جماعت جرمنی کی گاڑیوں کی مشایعت میں قافلہ فرینکفورٹ کے لئے روانہ ہوا۔ سوا دو گھنٹے کے سفر کے بعد شام پونے چھ بجے جماعت جرمنی کے مرکز بیت السبوح آمد ہوئی جہاں احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد حضور انور کا استقبال کے لئے جمع تھی۔ فرینکفورٹ اور گردونواح کی جماعتوں کے احباب اپنے پیارے امام کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے موجود تھے۔

جونہی حضور کی گاڑی بیت السبوح کے بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوئی فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ جہاں مردوخواتین اپنے ہاتھ ہلا کر حضور کو خوش آمدید اور السلام علیکم کہہ رہے تھے وہاں بچے اور بچیاں ایک ہی لباس میں ملبوس اپنے ہاتھوں میں جھنڈے لئے ہوئے استقبالیہ گیت گا رہے تھے۔ حضور انور نے سب کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنے ہاتھ بلند کر کے ان کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔ اس کے بعد حضور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

8:50 پر حضور انور نے مسجد ’بیت السبوح‘ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ حضور کی اقتداء میں فرینکفورٹ اور اردگرد کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے نمازیں ادا کیں۔

۱۸/اگست بروز بدھ:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور نے مسجد بیت السبوح میں نماز فجر پڑھائی۔ دس بجے صبح حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ سوا دس بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو دوپہر ایک بجے تک جاری رہیں۔ جرمنی کی مختلف جماعتوں کے علاوہ پاکستان اور کینیڈا سے آنے والی بعض فیملیز نے بھی حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس طرح کل 45 فیملیز کے 201 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔

1:50 پر حضور انور نے مسجد بیت السبوح میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے اور نماز مغرب و عشاء تک مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

8:50 پر حضور انور نے بیت السبوح میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

۱۹/اگست بروز جمعرات:

ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد بیت السبوح میں نماز فجر پڑھائی۔

پونے دو بجے حضور انور نے مسجد بیت السبوح میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں سے قبل حضور

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔